

U0364

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلًا فِيْكُمْ

مُشْكِرًا دَرِیَسْ زَمَانِ بَرَكْتَ اقْرانِ تَبَنِ یَزِدْ مَبَانِ رَسَا اَلْعَقْلُ یَوْمِ یَوْمِ بِهِ

الْصَّيْحَةُ الْمُسْتَقِيمَةُ

مَعْرُوفٌ بِهِ
کِتَابُ الْاِغْنِیَا
(حُبِّ فَرَنْدِیْنِ)
(خُصَّابِ کَرِیْمِ طَالِیْقَانِ)

مَحْضُ طَلَبِ الْخَاتِیْلَةِ

مَوْلَانَا فَضْلُ الْجَلِیلِ الْعَالَمِ الْبَیْلِ زَبْدَةُ الْحَقَقِیْنِ شَهْدَةُ الْمُتَقِیْنِ
مَوْلَانَا مَوْلُوی سَیِّدِ آقَا مُحَمَّدِ عَلِی صَاقِبَةُ الْمُتَحَصِّنِ مَدَّاحِ

دَرِیَسْ فَلَی دَکْنِ وَاقِعِ حَمْتِ بَانِ

حیدرآباد دکن از حلیہ طبع مرین گشت



بسم اللہ الرحمن الرحیم

لحمد لله الذي ابتدع المخلوقات بقاته حكيمته واخترع المملكات لبائتته قد رتب
 وادبها بالوفا والصلاح على نبيه وخير خلقه محمد خاتم النبيين سيد المرسلين
 وآلها الطيبين الطاهرين سيما ابن عمه السيد الرضا الامام الموصى علي
 الذي قال في حق خاتم النبيين والمرسلين يا علي انت متى بمنزلة هارون
 من موسى الا انه لا نبي بعدي - اما بعد اضعف العباد انا محمد علي جعفرى المتخلص برب
 ابن صاحب الاسرار سبحانه وفاض الاوار الرحمانى مولوى سيد قاصصهم مرحوم استاد نواب
 مختار الملك وعمار السلطنة ووزير الملك طاب ثراهم وجعل الجنة مشواهم - بداران ايماني واخلدائى
 روحاني كى خدمت بين ملتمس ہے کہ اکثر احباب صادق الاخلاص نے حقیر سے استدعا كى اس مانع
 میں دریائے دہریت محیط عالم ہو کر ایسا مواج ہی - کہ سر فلک کشیدہ موجیں اعتقاد کی بڑی بڑی
 بنیادوں کو منہدم کر رہی ہیں - اور عالیشان عمارتیں عقاید اسلام کی پایہ استحکام سے مثل
 میناب و تار عنكبوت توٹ توٹ کر سیلاب دہریت سے ضائع و برباد ہو رہی ہیں -

لہذا ایک مختصر رسالہ عقاید میں زبان اردو عام فہم اگر لکھا جائے تو بفضل
 خلاق برہم جو گرتی ہوئی - عمارتیں اعتقاد کی بچ جائیں اور ہر شخص اپنی زبان برصدق دل و خلوص کلمہ

سے کلمہ توحید جناب اقدس الہی جاری کر کے نعت جناب رسالت پناہی میں یہ شعر پڑھا رہے۔

شعر

پیغم دیوار است را کہ دارد چو تنویشتی بان چہ پاک از موج بحر آنرا کہ باشد لوح کشتی بان
حسب خواہش اجاب بنظر رفاه عام و فائدہ نام خصوصاً اپنے فرزند سہمی آقا محمد حسن طال عمرہ و
زاو علمہ کیلئے کتب معتبرہ احادیث مثل شرح باب حادی عشر و حدیثہ الشیعہ و حدیثہ سلطانیہ و
شرح اصول کافی و جلد سابع و تاسع بحار الانوار وغیرہ سے احادیث اخذ کر کے بحوالہ مطبع و
صفحہ وسطہ - ماہ ربیع الثانی ۱۳۳۲ھ علی صا و عبد اللہ التمیمہ و الثانیین رسالہ ہذا لایف کیا اور اس
مقدمہ اور تاریخ باب اور ایک خاتمہ پر مرتب کر کے نام اس مختصر مفید کاتاب الاعتقاد رکھا -
وما توفیق الا باللہ الکریم وھو لمن عصاہ غفور رحیم =

(مقدمہ معرفت الہ میں)

مخفی نہ رہے کہ معرفت الہ اول معرفت دینیہ تقنیہ ہے جیسا کہ جناب امیر المومنین علیہ افضل الصلوٰۃ
المصلین فرماتے ہیں - اول الدین معرفتہ - یہی چنانچہ خداوند عالم کا بہر بالغ و عاقل پر
واجب ہے مراد یہی ماننے سے اُسکی کہنہ ذات دریافت کرنا نہیں کہ اوس میں عقل عاجز و قاصر
ہے لیکن صفات ثبوتیہ اور سلبیہ کا پہچانا تحقیقاً لازم ہے نہ تقلیداً اس لئے کہ اصول دین
میں تقلید یعنی غیر کے قول کو بغیر دلیل کے قبول کرنا درست نہیں -

معرفت الہ جل ذکرہ کی موقوف ہے اوس کے عجائب صنع و غرائب آثار میں تفکر اور نظر کرنے
پر اور تفکر موقوف ہے صمت پر صمت پہیرا قلب کا ہے کا ذخلق سے یعنی قطع تو جہ کرنا
ہے غیر خدا سے - پس معرفت جناب اقدس الہی اعتقاد رکھنا ہے وجود صانع کا کہ وہ
مخلوق نہیں ہے وگرنہ وہ محتاج دوسرے صانع کا ہوگا - اور اعتقاد اس بات کا کہ صفات
ذاتیہ اوسکی عین ذات ہے تعدد و منافیات درمیان اوسکی ذات اور اوس صفات کے
بوجھتی من الوجوہ نہیں ہے وگرنہ تعدد و تضاد لازم آئیگا - اور نیز ہر مکلف پر ذرا

ہے کہ یہ جاننے حق تعالیٰ کو کہ موجود ہے اس واسطے کہ ایجاد عالم فرمایا اگر معدوم ہوتا تو
اسے تخریر کے ایجاد پر قادر نہ ہوتا اور یہ یہی یقین کرنا چاہئے کہ حق تعالیٰ باقی ہے دائم
العدت استعمل د۔ اس میں شک نہیں کہ اثر خود بخود حادث نہیں ہوتا بلکہ وہ محتاج موثر کا ہے
کہ اس کے احداث کرے پس اثر لامحالہ دلالت کرتا ہے موثر اور وہ حق تعالیٰ ہے ۔
جب وقت کہ عاقل عجائب مصنوعات و غرائب مخلوقات ارض و سما میں نظر کرے تو صاف
ظاہر ہو جائے کہ ان کا پیدا کرنے والا دانہ و توانا ہے اور بدون مدد حکیم اور صانع علیم کے ان
مصنوعات کا خود بخود ہونا خلاف عقل ہے ۔ احتیاج طبرسی میں منقول ہے کہ ابو
شامہ زبیری قبل اسلام لانے کے خدمت میں مبتلین الحقائق حضرت امام جعفر صادق
علیہ السلام کے حاضر ہوا اور عرض کی کہ ارشاد ہو کہ میرا معبود کون ہے حضرت
نے فرمایا بیٹھ جا کہ ماگبان ایک طفل صغیر تخم مرغ ہاتھ میں لئے لہلہا ہوا یا حضرت نے اس
تخم مرغ کو لیکر ویسا ہی سے فرمایا کہ یہ بیضہ مثل ایک قلعہ محکم کے ہے کہ ہر طرف سے بند ہے
اور اس کے اندر کا حال نظر نہیں آتا اس پر ایک پوست سخت لپٹا ہے اور پر اس کے
نیچے اور ایک پوست باریک ہے اور اس کے نیچے ایک طلائی روان ہے زردی بیضی کی
اور ایک نقرہ گداختہ یعنی سفیدی اس کی پس خلاق عالم نے محض اپنی قدرت کاملہ سے
زردی اور سفیدی کو جدا جدا قرار دی ہے کہ باوجود رطوبت اور روانی کے ایک دوسرے
میں نہیں ملتے ہیں اور کوئی بیضہ کے اندر سے اس کا بننا ہوا یا نہیں آیا یا کوئی باہر سے
اوس کا بگاڑنے والا اندر نہیں گیا یہ اس کا حالق کمال عاقل اور دانہ ہے کہ بحیر اوس کے
کوئی نہیں جانتا کہ بیضہ کے اندر بچہ نہ رہا ہو گا یا مادہ اور حقیقت کہ جس زندہ کا بچہ پیدا ہوتا
ہے اور پوست تخم کو سکا فتنہ کر کے باہر آتا ہے خصوصاً بچہ طاقوس کہ کیا لیا رنگ برنگ
کا ہو جاتا ہے آیا تو ان صنعتوں کے لئے کسی سانہ کو گمان کرتا ہے ویسا ہی دیر سے
نظر میں سرچکا ہے ہوئے تھا ۔ امام علیہ السلام کے کلام غیر نظام سے اس کے

دل کو نور ایمان سے روشن و منور کر دیا پس اوس نے کلمہ شہادتین پڑھا اور فوراً مسلمان
 ہو گیا حاصل یہ کہ اگر انسان آثار و مصنوعات اور عجائب و غرائب مخلوقات کو ذرا اپنی نظر
 توجہ سے دیکھے تو بغیر اس کے رہ نہیں سکتا کہ اپنے لئے موثر کامل اور صالح مدبر کو قدر
 دے اور یہ مدبر ہی بے عقلی کی بات ہے کہ اپنے وجود کا تو انسان باقرار کرے اور اپنے
 خالق و صالح کا منکر ہو = جو شخص کہ واجب الوجود کی نفی کرے اوسے لازم ہے کہ یہ اپنے
 ذات کی نفی کرے = تدبر و اولاد تعقلوا =

(فصل صفات ثبوتیہ میں)

یعنی جو صفات خداوند عالم کی ذات مقدس کو ثابت میں نظر اختصار اون کا بیان کیا جاتا ہے
 جانتا چاہئے کہ صفات ثبوتیہ آٹھ ہیں - ۱۔ قدیم یعنی خداوند عالم بذات خود قدیم ہے
 اگر ذات حق تعالیٰ قدیم نہ ہوگی تو البتہ وجود اوسکا استفادہ ہوگا - اوس کے غیر سے اس
 صورت میں وہ محتاج ہوگا - اپنے غیر کا اور احتیاج صفت خاص حادث کی ہے اور حادث
 عالم حادث نہیں = جانتا چاہئے کہ قدم وازل و دوام وابد واولیت بلا اول و آخریت بلا
 آخر ایک جنس ہے ان الفاظ کی معانی میں کس طرح کی معارت نہیں ہے اس طرح حال تمام
 صفات کمالیہ ذاتیہ خداوند عالم کا ہے مانند علم و قدرت و سمیع و بصیر و غیرہ کے پس عام میں
 قدرت ہے سمیع میں ابر و بصیر میں سمیع ہے مس قادر یعنی جناب باری تعالیٰ قادر و مختار
 ہے اگر قادر نہ ہوتا تو البتہ عاجز ہوتا عطا کر نیسے ہر شے کہ جو لازم قابلیت اوس کے ہوئے
 اور عاجز و محتاج ہے طرف قادر کے اور ہر محتاج حادث ہے پس حق تعالیٰ نظر برین
 معاذ اللہ حادث ہوگا = تعالیٰ اللہ عن ذلک = مس عالم یعنی جناب باری تعالیٰ عالم ہے
 جمیع اشیاء و افراد و کل کا خواہ وہ اشیاء موجود ہوں یا معدوم مگر جو معدوم کہ لیت ہستی ہے
 اوس کا علم خداوند عالم کو نہیں ہے چنانچہ خداوند عالم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے =
 ان الله بكل شئ عليم اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ ہر شے کا علم خداوند عالم کو

ہے اور جو لیت بقی ہے اس کا علم نہیں ہے مسئلہ علم بارتباطے ساتھ انبیاء کے
 ادق مسائل علم کلام و محل ضلال الاقدام ہے چنانچہ اس مقام میں محققین و مدققین
 نے لکھ دیا ہے کہ **هَذَا الْمَقَامُ مِنْ ضَلَالِ الْأَقْدَامِ** : حکماء فلاسفہ و اشراقیین
 و مشائیین مثل افلاطون و معلم اول و ارسطاطالیس و معلم ثانی ابو نصر ندائی و ہمین یار و غیرہ
 کے اقوال مختلفہ کثیرہ ہیں نیز ہمارے علماء شیخ محمد ابن شیخ صالح بجزنی مسائل انسان میں
 اور صدر الدین شیرازی اسفاد میں اور محقق طوسی علیہ الرحمۃ بھی اس مسئلہ میں بہت سے
 اقوال میں خوف اطالت و طالت غیر مناسب جانکر یہاں لکھنا ترک کر دیا گیا اسی قدر
 لکھنا کافی ہے کہ حق تعالیٰ ہمیشہ سے عالم برائیاں سے اور یہ علم اس کا فعلی ہے
 نہ ذاتی ۔ سب حتیٰ یعنی خداوند عالم زندہ ہے اس لئے کہ حیات مخلوقات میں پیدا
 فرمایا جو کہ پیدا کرنے ندون کو محال ہے عند القعل کہ وہ حتیٰ نہ ہو جب ثابت ہوا کہ وہ قدیم
 ہے پس حیات بھی اس کی قدیم ہے یعنی ہمیشہ سے وہ زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہیگا ۔
 ۲۔ مدرک یعنی خداوند عالم سمیع و بصیر ہے معنی مدرک کا یہ ہے کہ جو چیزیں ہم
 بواسطہ آلات جسمانیہ پہچانتے ہیں خیاب باری تعالیٰ ان چیزوں کو بدون آلات حواس
 پہچانتا ہے اس کو آلات حواس کی حاجت نہیں ہے اس لئے کہ اس نے اپنی قدرت
 کاملہ سے آلات حواس کو پیدا فرمایا ہے ۔ سب مرید یعنی حق تعالیٰ صاحب ارادہ سے
 اور ارادہ صفت افعال سے ہے اگر صفات ذات سے ہوگا تو عین ذات ہوگا جب ایسا ہوگا
 تو نفی اس کی بعینہ نفی ذات ہوگی ۔ اور حق تعالیٰ اس صفت کی نفی اپنی ذات اقدس سے
 قرآن مجید میں فرمائی ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے ۔ **وَأُولَئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَاللَّهُ**
أَنَّ يُظَاهِرَهُمْ فَلَوْ بِمَعْنَى یعنی وہ لوگ ہیں کہ ارادہ نہیں کرتا ہے حق تعالیٰ کہ ظاہر کرے
 دلون کو اون کے پس اگر ارادہ عین ذات ہوتا تو نفی ارادہ سے نفی ذات لازم آتی
 پس ثابت ہوا کہ ارادہ صفات افعال سے ہے سب مستحکم یعنی خداوند عالم خالق اور

موجود کلام ہے اور اس صفت سے حق تعالیٰ نے اپنا وصف فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ہوا
 کَلِمَ اللّٰہِ مَوْسٰی تَخْلِیْمًا یعنی کلام کیا اللہ نے موسیٰ سے حق کلام کرینیکا باتفاق اہل
 لغت معنی کلام حروف و اصوات سموئے مرکبہ ہے پس اسناد کلام کی طرف خداوند عالم کے
 بواسطہ فعل ہے نہ مَعْنٰی حَبْنُثْ الذِّاتِ پس ایجاد کرتا ہے حق تعالیٰ کلام کو جسمین
 چاہتا ہے حیوان و نبات و جمادی سے اور وہ مادہ ہے اس لئے کہ مرکب و موافق
 ہے اور ہر مرکب حادث ہے پس کلام حادث ہے : مثلاً صادق یعنی خداوند عالم
 صادق ہے اور کلام اوس کا سچا ہے اس لئے کہ کذب قبیح ہے اور قبیح
 اوس پر روا نہیں۔

فصل صفات ملبیہ

اس میں عمدہ تلمذ کی نفی ہے اور وہ اصل توحید ہے۔ اس کا بیان یا ب توحید میں آئیگا
 انشاء اللہ تعالیٰ : واجب ہے ہر ممکنہ پر اعتقاد رکھنے کہ حق تعالیٰ اپنا کوئی مثل
 اور مانند نہیں رکھتا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے لَیْسَ لَہٗ مِثْلٌ شَیْءٌ یعنی نہیں ہے مثل اوس کے
 کوئی شے پس خلاق عالم نہ جسم ہے نہ عرض نہ جوہر نہ مرکب اور نہ کسی مکان میں نہ کسی
 چیز میں ہے۔ نہ کسی جہت میں اس لئے کہ یہ تمام صفات مخلوق کے ہیں اور متصف کرنا
 خالق کو صفات مخلوق سے صحیح نہیں اور حق تعالیٰ کو کوئی مثل و شبہ نہیں ہے اس لئے کہ جو
 مشابہ کا ضرورۃ ذاتیات میں شریک ہوتا ہے۔ اور یہ مستلزم نقص ہے کمال ذات میں اس
 واسطے ہمیشہ و منظر ہونا اکمل ہے۔ پس وجود لفظ نقص ہوگا۔ اور جس پر نقص جائز ہوا پس
 زیادتی جائز ہے۔ اور جو ہر نقصان و زیادتی جائز ہوگی پس وہ متغیر ہے اور جو متغیر ہے وہ
 حادث اور خداوند عالم حادث نہیں : اور حق تعالیٰ جسم نہیں ہے اس سبب سے کہ جسم
 محتاج ہے ترکیب کا ساتھ پہنچانے اجزاء کے اور محتاج حادث ہے پس خداوند عالم جسم
 نہیں ہے۔ اور حق تعالیٰ جوہر نہیں ہے اس واسطے کہ جوہر خواہ جوہر فرد ہو یا بر

مذہب اور لوگوں کے کہے کہ اوس کے وجود کا اثبات کرتے ہیں اور جو ہر فرد وہ جو ہر ہے
 کہ قبول قسمت نہیں کرتا ہے اصلاً طول و عرض و عمق میں یا انکہ وہ خط ہوا و خط وہ ہے
 کہ قبول قسمت کرتا ہے طول میں فقط یا وہ سطح ہوا و سطح وہ ہے کہ قبول قسمت کرتا ہی
 طول و عرض میں یا وہ جو ہر جسم ہو گا اور جسم دو ہے کہ قبول کرتا ہے قسمت کو البعد
 ثلثا یعنی طول و عرض و عمق میں یہ مجموعہ اقسام اربعہ محتاج ہوتا ہے طرف مکان کے اوپر
 کو ان سے حرکت لازم وقت انتقال اپنے محل سے ساتھ سکون کے محل میں قرار لینے
 کے وقت اور تمام یہ حوادث ہیں ۱ اور حق تعالیٰ مرکب نہیں ہے اس لئے کہ مرکب
 محتاج ہوتا ہے اپنے اجزاء کا اور محتاج حادث ہے ۲ اور حق تعالیٰ کسی خیر و مکان
 میں نہیں اور کسی سمت میں رہتا ہے اس لئے کہ یہ لوازم جسمانی ہیں اور اطلاق اسکا عقلاً
 اور شرعاً ثابت ہے جیسا کہ کتاب توحید میں صدوق علیہ الرحمۃ نے سلمان بن بکران سے
 روایت کی ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کی کہ آیا جناب
 باری تعالیٰ کسی مکان میں رہتا ہے حضرت نے فرمایا کہ وہ کسی مکان میں نہیں رہتا
 اگر کسی مکان میں ہوتا تو چاہئے کہ حادث ہو اس لئے کہ ممکن مکان کا محتاج ہے
 اور یہ حولت کی صفت ہے ۔ قدیم کی صفت نہیں ۳

اور حق تعالیٰ کسی چیز میں حلول نہیں کرتا حلول ایک چیز کا دوسری چیز میں آنیکو کہتے ہیں
 مانند آنے رنگ کے جسم میں اور اتحاد دو چیزوں کے ملکر ایک چیز ہو جانیکو کہتے ہیں
 اعدہ جل شانہ پر حلول اور اتحاد و انہیں اس لئے کہ یہ عوارض جسم سے تعلق رکھتے ہیں
 اور خیاب باری تعالیٰ ان چیزوں سے منزہ ہے ۴ اور واجب ہے کہ اعتقاد رکھے کہ حق
 تعالیٰ کو حادثہ سے ادراک کر نہیں سکتے خواہ حواس ظاہرہ ہوں مثل سمع و بصر و ذوق
 و شہ و لمس خواہ حواس باطنہ ہوں مثل حس مشترک و خیال و دواہمہ و حافظہ و متصرفہ
 اس لئے کہ خداوند عالم مشاہد و جانس کسی چیز کے ساتھ نہیں ہے اور شئی ادراک نہیں

گرتی مگر اوس چیز کو جو مشابہ و مجاش اوس کے ہو : آپے بہتر از قیاس خیال و گمان و وہم
و ذہر یہ گفتہ اند شہیدیم و خواہد ام :

(باب اول توحید میں)

اس میں عمدہ تعدد کی نفی ہے اور وہ اصل توحید ہے مخفی نہ ہے کہ خداوند عالم واحد اور
احد ہے سوا اس کے کوئی واجب الوجود نہیں اور وہ کسی کو اپنا شریک نہیں رکھتا اسوا
نہ اگر اوس کا شریک ہوا و مثل ہو یعنی دو خدا ہوں اور انہیں سے کوئی کسی چیز کا ارادہ
کرے اور دوسرا منع کرے تو اول کا بجز لازم آتا ہے اور اگر مانع ہو تو دوسرے کا بجز
لازم آتا ہے اور خدا پر عجز و انہیں اور اگر دونوں کے موافق مرضی ہو تو اجتماع
نقیضین لازم آتا ہے۔ اور یہ محال ہے جیسا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
نے زنادقہ کے جواب میں فرمایا تھا کہ تیرا اعتقاد ہے کہ دو خدا ہیں اور یہ باطل ہے
اس لئے کہ یہ تین حال سے خالی نہیں یاد و نون قدیم اور صاحب قوت ہیں یاد و نون
ضعیف یا انہیں سے ایک قوی دوسرا ضعیف ہے اگر دونوں قوی ہیں تو کیوں نہیں ایک
دوسرے کو دفع کرنا اور اگر ایک قوی دوسرا ضعیف ہے پس جو ضعیف ہے وہ خدا نہیں
اس لئے کہ خدا عاجز نہیں ہوتا اور خباب امیر المومنین علیہ افضل الصلوٰۃ المصلین اپنے
وصایا میں جناب امام حسن مجتبیٰ روحی لہ العنا سے فرماتے ہیں اے فرزند تیرے
پروردگار کا شریک ہوتا تو چاہے تھا کہ ترے پاس اوس کے کتابیں اور رسول
آتے کہ آتا اس کے ملک اور سلطنت دیکھتا اور اوس کے افعال اور صفات
کو پہچانتا لیکن خدا نے خود چل یگانہ ہے اپنا شریک نہیں رکھتا مخفی نہ ہے کہ
اس عقیدہ صحیح میں ہی فرقہ باطلہ نے خلافت کیا ہے منجملہ اون کے تنویہ اور تنویہ
ہیں کہ وہ نور اور ظلمت دونوں کو قدیم اور ازل جانتے ہیں۔ اور کیومرثیہ زوان
ہے نور کو قدیم اور ہر من سے ظلمت کو حادث کہتے ہیں۔ زود شیعہ کہتے ہیں۔

کہ نور و ظلمت دونوں مخلوق خدا ہیں مگر یہ کہتے ہیں کہ دونوں کی شرکت سے عالم پیدا
 ہوا ان نے خیر اور سرور کو پیدا کیا اور اہل حق نے فتنہ و شر کو اس طرح اور بھی کئی فرقہ
 میں مثل غلاة و نصریہ و سبائیہ و باطنیہ و مفوضہ وغیرہ کے کتاب حدیقہ سلطانیہ قلمی
 مولفہ جناب سید حسینی الحسینی میں لکھا ہے کہ غلو تجاوز کرنا حد سے ہے ساتھ افراتک کے
 کسی امر میں نیز لکھی کتاب میں لکھا ہے کہ سرکردہ غالبان ہشت باک وہ جناب امیر علیہ السلام
 کو خدا جانتا ہے اور اصل طریقہ غالیوں کا یہودی سے ہے کہ عبد اللہ بن سبا پہلے یہودی
 تھا بعد اس کے بظاہر اسلام لایا اور مسلمان ہوا۔ اور پھر کافر ہو کر کھنے لگا کہ جناب
 امیر علیہ السلام خدا ہیں اور میں اُن کا پیغمبر ہوں حضرت یحییٰ بن یسناؤ کو بلا کر چھو
 کہ تو کیا کہتا ہے اوش نے عرض کیا کہ میرے دل میں آیا کہ آپ خدا ہیں اور میں آپ کا
 پیغمبر ہوں حضرت نے فرمایا تو بکر لیں اوش نے توبہ نہ کی حضرت نے اوسکو تین روز قید
 رکھا جب بھی توبہ پر راضی نہ ہوا آخر اوسکو قید خانہ سے نکال کر جلادیا اور مفوضہ تابع اوس
 کے بیٹے کے ہیں وہ اپنے اعتقاد سے ایک درجہ پائین تھا کہتا تھا کہ خداوند عالم نے
 حضرت محمد اور علی علیہما السلام کو پیدا کر کے امور عالم اُن کے سپرد کئے یہی دولہان
 بندگان اور روزی دیتے ہیں اور زندہ کرتے ہیں اور مار ڈالتے ہیں پس یہ عقیدہ
 اُن کا فاسق اور باطل ہے جیسا کہ حضرت امام رضا علیہ التہتہ والثناء فرماتے ہیں
 کہ غالی کافر ہیں اور مفوضہ مشرک ہیں جو شخص کے ان سے ہم نشین کرے یا اُن کے
 ساتھ کہائے یا پیے یا ان سے نکاح کرے یا اُن کی امانت رکھے یا اُن کو سیر کرے
 اُن کی حدیث کی تصدیق کرے یا اُن کی اعانت کرے اگرچہ ایک کلمہ یا بعض کلموں سے
 ہو تو وہ دشمن خدا اور رسول خدا کا اور ایسے کفار علیہم السلام کا ہوگا :
 اور نیز جلد سابع کما لا نوار بطوع و اِیران باب نفی الغلو فی النبی والامیۃ علیہم السلام
 انما یكون بالقول یا لو هی تم ادبکو نہم - شرکاء اللہ تعالیٰ فی عبودیتہ

والمخلق والمزاد اقوال بالقول في الايمته عليهم السلام من انهم
كانوا نبيا والقول بكل منها الحاد وكفر وخروج عن الدين
كما دللت عليه الدلالة العقلية والآيات والاخبار السالفة
وغیر حکما۔ یعنی خباب مجلسی تحریر فرماتے ہیں تحقیق کہ غلو نبی اور امیر علیہ السلام
بجز اس کے نہیں ہے کہ انکو الہ کہنا یا نبی یا امیر کو شریک خدا کرنا عبودیت اور خلق و زوق
میں یا امیر علیہ السلام کو انبیاء میں کھنا یہ اقوال تمام الحاد و کفر کے ہیں اور خارج
ہونا دین سے ہے جیسا کہ اسیر ادلہ عقلیہ اور آیات اور اخبار سلفہ وغیرہ دلالت
کرتے ہیں اور نیز اسی کتاب اور اسی باب نفی فی الغلو کے ص ۲۶۳ میں ہے
والغلاة من المتظاهرين بالاسلام هم الذين ليسوا امير المؤمنين
والايمته من ذريته عليهم السلام الى الالهية والنسوة ووصفهم
من الفضل في الدين والديناء وهم ضلالا كفايا حكم فيهم امير
المؤمنين بالقتل والتحريم بالتأثير يعني غلاة طائفة من مسلمان ہیں
اور وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے نسبت دی ہے امیر المؤمنین اور امیر کو الہی ذریت سے
طرف الہیت و نبوت کے اور وہ لوگ گمراہ ہیں کفار ہیں اور ان کے باب میں المؤمنین
علیہ السلام نے حکم فرمایا ان کے قتل کا اور انکو آگ سے جلائے گا۔ اور نیز اسی کتاب کے
ص ۲۶۴ کی سطر آخر میں ہے اعتقادنا انہ صدوق فی الغلاة المفوضة انہم کفار
باللہ جل جلالہ وانہم شر من الیصوص والنصارى والمجوس
یعنی اعتقاد صدوق علیہ الرحمہ کا غلاة اور مفوضہ میں یہ ہے تحقیق کہ وہ لوگ کفار ہیں اور
تحقیق کہ وہ لوگ بدتر ہیں یہود و نصاریٰ و مجوس سے ۔

(باب دوم عدل میں)

عدل عبارت ہے ان امور کے حکم سے جو افعال عامہ حق تعالیٰ کے طرف راجع ہوتا ہے

نسبت کرتے ساتھ مکلفین کے دار دنیا میں امر و نواہی سے اور دار آخرت میں ثواب و عقاب سے پس افعال حق تعالیٰ متعلق ہوتے ہیں ساتھ مکلفین کے دنیا میں بر سبیل عمل اس معنی سے کہ تکلیف نہیں دیتا ہے خداوند عالم اون کو مگر اوس حیر کی کہ وہ طاقت رکھتے ہیں اون اعمال و افعال کی کہ جنہیں صلاح اور خیریت اون کی ہے اس طریقہ سے کہ جزائے عمل اون کی زیادہ ہوتی ہے تکلیف طاعت میں اور بقدر فعل مکلف معصیت میں یعنی ثواب و عقاب اون کا زیادہ ہوتا ہے فعل مامور یا منہی عنہ سے تا حاصل ہوئے فائدہ الہی تکلیف و خلق کا کہ وہ عین منفعت ان کی ہے اس واسطے کہ حق تعالیٰ غنی مطلق ہے جمیع امور سے پس فائدہ تکلیف کا لامحالہ راجع ہو گا طرف عباد مکلفین کے =

(باب سوم نبوت میں)

جاننا چاہئے کہ جب حق تعالیٰ غنی مطلق ہے اور محتاج کسی حیر کا نہیں پس خلق کیا خلقت کو محض اپنے فضل و کرم سے اور چاہا کہ اون کو اپنی نعمت ہائے بیکران سے محنم فرمائے۔ پس تکلیف دی خلق کو بہ تکالیف عدیدہ کیے بسبب اوس کے مستحق وصول نعمت ہونے اگر خداوند عالم او امر و نواہی کی تکلیف نہ دیتا تو مکلفین کسی امر کے مستحق نہ ہوتے اور اگر بدون عمل اون کو ثواب عطا فرماتا تو وہ عیب ہوتا اور فعل عیب خداوند عالم سے واقع نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ وہ حکیم مطلق ہے اور جو حکیم ہے اوس سے عیب سرزد نہیں ہوتا۔ لہذا خداوند عالم نے تکلیف دی اپنے عباد کو او امر و نواہی کی چونکہ خداوند عالم کو چشم طائر و باطن ادراک نہیں کر سکتی اور کل خلق اس پر قادر بھی نہیں کہ حق تعالیٰ سے اخذ احکام کرے اور اوس کے فیض کو قبول کرے پس واجب ہوا کہ حق تعالیٰ اختیار کرے خلق سے ایسے شخص قوی کو کہ جو باعات حق تعالیٰ قادر ہو اخذ احکام پر اوس کے بیواسطہ تا پہنچائے اون چیزوں کو طرف خلق کے کہ جنہیں اصلاح دین و آخرت ہوا وہ وجود نبی ہے۔

پس خباب باری غراسمہ نے انبیاء و رسل کو مبعوث فرمایا تا وہ حسب مرضی خلاق
عالم اپنی استوں کو احکام دین تعلیم فرمائیں پس ہر امت میں یکے بعد دیگرے نبی
یا رسول مبعوث ہوتے رہے تا یہ کہ منتہی ہوئی نبوت و رسالت طرف ہمارے
پیغمبر کے اور آنحضرت آخر پیغمبران میں اور نبوت اور رسالت آنحضرت پر ختم ہو گئی
اب قیامت تک کوئی نبی یا رسول نہ ہوگا آنحضرت کی ختم نبوت آیہ مجیدہ صا کات
عَمَّا أَجَا أَحَدِهِمْ مِنْ رَا جَا لَكُمْ وَلَا كُنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ
وال ہے یعنی نہیں ہے محمدؐ دیگر ایک تمہارے آدمیوں سے ولاکن فرستادہ
خدا اور آخر پیغمبران ہے خاتم النبیین سے ختم ہونا نبوت صاف ظاہر ہے۔ آریہ
مذکورہ میں خاتم جو بفتح ہے معنی اوس کا مہر وغیرہ کا ہے اس سے یہ خیال کیا جا
کہ آنحضرت پر نبوت ختم نہیں ہوئی ہے اگر خاتم النبیین میں لفظ خاتم بکسر تہا ہوتا
تو ختم کلمتہ پیغمبران کا معنی ہوتا۔ ایسا خیال کرنا مناسب نہیں کیونکہ قرآن مجید
اعراب دیا ہوا تو نازل نہیں ہوا۔ بلکہ قرآن سے حفص نے اسکو بفتح تاپڑھا ہے
چنانچہ خاتم النبیین کی تفسیر ملاحظہ علیہ الرحمہ اپنی تفسیر میں باین عبارت تحریر فرمائی ہے
سب ختم کلمتہ پیغمبران یعنی آخر ایشان و حفص بفتح تا خواندہ یعنی محمدؐ آئسے است
کہ مہر پیغمبران است۔ مہر نبوت تمام کردہ شدہ است باین معنی کہ نبوت ازو درخواہد
گذشت و دیگرے بعد ازو تعلق نخواہد گرفت و لہذا اولاد ذکور آنحضرت قبل ازو خاتم
او شریعت فنا چشیدند چہ اگر بعد ازو فرزند بالغی میماند منصب نبوتہ لایق اومی بود
بجہت شرافت مرتبہ و فریت رتبا و بر سایر خلقان و در وقتے کہ ابراہیم در گذشت
حضرت فرمود اگر زندہ میماند پیغمبری بود و در عیون الاجوبہ آوردہ کہ نعمتیت بہر کتابے
بہر اوست حق تعالیٰ پیغمبر امہر گفت و چون شرف بزرگواری کتاب بہر اوست
شرف محلہ انبیاء نیز بدان حضرت است چون کتاب را مہر کردند از خواندن اغیار محفوظ

شدہ و نبوت چون سمت اختتام یافت در نبوت بر غیر او سبب گشت مردیست کہ آنحضرت
 امیر المومنین را خطاب کرد کہ یا علی! انت متی بمنزلہ ہارون من موسیٰ ^{الک}
 ارحمہ لا نبی بعدی اے علی! تو من بمنزلہ ہارون من موسیٰ ^{الک} انت کہ بعد از
 من پیغمبری نخواہد بود یعنی اگر جائز میبود کہ بعد از من پیغمبری باشد آن تو میبودی نہ
 غیر تو بہجت جامعیت فضل و عصمت ترجمہ اس عبارت فارسی کا یہ ہے کہ آنحضرت
 ختم کر نیوالے پیغمبروں کے ہیں یعنی آخر پیغمبران ہیں اس معنی سے کہ نبوت
 حضرت سے تجاوز نہ کر لگی اور بعد آنحضرت کے کسی دوسرے سے اس کا تعلق نہ ہوگا
 اس واسطے اولاد کو رآنحضرت کی قبل از نبوت وفات آنحضرت انتقال فرمائی
 اگر بعد آنحضرت کوئی فرزند بالغ رہتا تو منصب نبوت لایق اون کے ہوتا بسبب شرافت
 مرتبہ و مرتبہ رتبا و ان کے تمام خلق پر جسوقت جناب ابراہیم فرزند آنحضرت نے
 انتقال فرمایا تو آنحضرت نے ارشاد کیا اگر ابراہیم زندہ رہتا تو پیغمبر ہوتا اور ^{الاجوبہ}
 میں منقول ہے کہ حاکمیت ہر کتاب کی ساتھ مہر کے ہے پس شرف تمام انبیاء کا
 نیز ساتھ آنحضرت کے ہے جب کتاب پر مہر لکھی پڑھنے سے غیروں کے محفوظ ہوئی
 اور نبوت بھی جبکہ سمت اختتام پائی دروازہ نبوت کا غیر پرستہوا مروی ہے
 کہ آنحضرت امیر المومنین علیہ السلام سے خطاب فرمایا کہ یا علی! تو مجھے بمنزلہ ہارون
 ہے مگر یہ کہ بعد سے کوئی پیغمبر نہ ہوگا اگر جائز ہوتا کہ بعد سے کوئی پیغمبر ہوئے تو
 وہ پیغمبر تو ہوتا نہ غیر تیرا بسبب جامعیت فضل و عصمت وغیرہ کے اس تمام عبارت
 تفسیر مذکور سے مثل آفتاب نصف النہار کے روشن ہوتا ہے کہ آنحضرت پر نبوت
 ختم ہو گئی دوسرے کوئی نبی نہ ہوگا اس لئے آنحضرت کے فرزند ابراہیم علیہ السلام
 کا انتقال ہو گیا کیونکہ وہ زندہ ہوئے تو بعد آنحضرت کے وہ پیغمبر ہوتے اور دروازہ
 نبوت کا غیر آنحضرت پر بند ہو گیا عام ازین کہ وہ غیر آنحضرت کے قرابت قریبہ بلکہ

اقرب ترین قرابت ہو مثل جناب امیر المومنین علیہ السلام کے یا وہ غیر آنحضرت کے
 اہلبیت و ذریت طاہرہ سے بالکل علیحدہ ہی ہو سب کیلئے دروازہ نبوت بند ہو گیا ہے
 اس لئے آنحضرت نے جناب امیر المومنین علیہ السلام ارشاد فرمادیا کہ یا علی اگر جانیں
 ہوتا کہ کئی پیغمبر بھیجے ہو تو وہ پیغمبر تم ہوتے غرض ثابت ہوا کہ آنحضرت خاتم النبیین
 یعنی ختم کنندہ پیغمبران ہیں۔ اور نیز تفسیر صافی سورہ احزاب ص ۴۲۲ میں مرقوم
 ہے خاتم النبیین و آخرهم الذی ختمہم و ختموہ علی اختلاف الایمان
 قلین فیعلم من یلیق ان یمت بہ النبوة و کیف ینفی شذائذہ خلاصہ ترجمہ
 یہ ہے کہ آنحضرت آخر پیغمبران ہیں ایسے کہ سب ادن کے تمام انبیاء کی نبوت ختم
 ہو گئی کیسی شان ہوگی اوس بزرگوار کی کہ جو لایق اس کے تھا کہ نبوت اس پر ختم کیا ہے
 جاننا چاہیے کہ حق تعالیٰ ظاہر کرتا ہے ہاتھ پر پیغمبر بعوث کے اوس امر اور اوس صفت
 کو کہ جو خلاف عادت ہو اور مطابق اوس کے دعویٰ کے اور معجز ہو کہ مثل اوس کے
 انبائے جنس پیغمبر سے واقع ہوتا تو وہ امر معجز دلیل ہو صدق دعویٰ پر اوس کے اور
 شرائط پیغمبر کے یہ ہیں کہ صحیح النسب طاہر الولد مستقیم الخلفاء صادق القول ہو اور
 اتقی و ازہد و اعلم اہل زمان ہو اور قوی العمل و امین جمیع مردم سے ہو اور پاک ہو
 جمیع حالات رو بہ خلق و خلقی سے اور تبرا ہو جمیع خصایل رزیلہ و نقایص طاہری و
 باطنی سے اور معصوم ہو جمیع گناہان صغیرہ و کبیرہ سے قبل بعثت و بعد بعثت اول
 عمر سے آخر عمر تک اور کمال عقل و ذکا و فطنت و عدم سہو و قوۃ الراے و شہامت
 و بجدت و عفو و شجاعت و کرم و سخاوت و جود و ایثار و عفت و رافت و رحمت
 و تواضع و غیر ذلک رکھتا ہو جسوقت معنی نبوت و شرائط معلوم ہوئے تو پس
 جاننا چاہیے کہ نبی اس امت کے محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن
 عبد مناف صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس واسطے کہ آنحضرت نے ادعائے نبوت

کیا اور اظہار معجزات دعوائے پر اپنے فرمایا اور معجزات آنحضرت کے کثرت سے بہن
 از نجلہ شوق القمر ہے اور جاری سوناپانی کا انگشتان مبارک سے اور سیر کرنا خلق کثیر کا
 طعام قلیل سے اور تسبیح کرنا سنگریزوں کا ہے دست مبارک آنحضرت میں سوائے
 ان کے سبغہ آنحضرت قرآن وغیرہ ہی ہے اس قرآن مجید سے ہمارے برحق پیغمبر نے
 فصحا و بلغائے عرب سے معارفہ فرمایا پس فقہائے عرب کو چک ترین سورہ ہائے
 قرآن کے مثل سورہ لانیسے عاجز ہوئے اور اسلام کو بہ سبب حمیت جاہلیت کے قبول نہیں
 کئے اور گوارہ کئے رضہائے نیر و شمشیر کہا نیکو اور آوارہ ہونیکو و طون سے سانہ ذلت
 و خوارگی کے اکثر کفار عرب یہ تمام ننگ و عار اور ہمیشہ جہنم میں رہنے کو گوارہ کیا اور دفع
 پیغمبر پر ایک سورہ کو چک مثل قرآن لانے پر قادر نہ ہو سکے اور یہ معجزہ باقی ہے فحاشی
 عالم تک اس لئے کہ نبوت آنحضرت کی بھی باقی ہے ہمارے پیغمبر سے کہ قطع کرتا ہے
 معاذین کی حجت کو ہر زمانہ میں = جاننا چاہئے کہ عدد انبیاء ایک لاکھ چوبیس ہزار میں
 اسی طرح ادھیان اس میں تین سو چترہ رسول میں چار نبی سرانی ہیں آدم شیث =
 نوح = ادریس اور چار عرب سے ہیں سہود صالح = شیث = آنحضرت = اول نبی اسرائیل
 کے موسیٰ میں آخر اوں کے عیسیٰ اور یحییٰ علیہ السلام چترہ سونی ہیں اور ایک سو چار کتابیں
 نازل ہوئیں = حضرت شیث پر پچاس صحیفہ حضرت ادریس پر تیس حضرت ابراہیم پر
 بیس = اور تورات و انجیل و زبور و فرقان = پانچ پیغمبر الوالعزم ہیں = نوح و ابراہیم و موسیٰ
 و عیسیٰ و آنحضرت علیہم السلام = الوالعزم وہ ہے کہ مشرق سے مغرب تک مبعوث ہو
 اوںکو الوالعزم اس لئے کہتے ہیں کہ انہوں نے سبقت کی اقرار کرنے میں واسطے اللہ
 کے اور اقرار کیا بہ نبی کا جو اوں کے بعد ہوا قبل اوں کو مگر کہیں تکذیب اور انیت پر =

(باب چہارم امانت میں)

جاننا چاہئے کہ امانت لغت میں بمعنی تقدیم ہے اور اصطلاح میں وہ ریاست عامہ الہیہ ہے

جمیع مکلفین پر امور دین و دنیا میں برہنج خلیفگی پیغمبر سے۔ جو شرائط و صفات پیغمبر
 کے ہیں وہی شرائط اور صفات امام کے بھی ہیں مثلاً جمیع نسب و طاہر المولد
 و صادق القول اور پاک ہونا جمیع گناہان صغیرہ و کبیرہ سے اول عمر سے آخر عمر تک
 و غیر ذلک چنانچہ جناب علامہ علی باب ہادی عشرین اور جناب فاضل مقداد شریح
 باب ہادی عشرین انہیں شرائط و صفات کے نظر کرتے قابل مساوات جناب امیر علیہ السلام
 ہیں ساتھ حضرت رسول کریم کے جیسا کہ کتاب مذکور کی فصل خامس میں مرقوم ہے
 اَلَا مَا يَجْعُدُ رَسُولُ اللَّهِ عَلَى ابْنِ أَبِي طَالِبٍ فِي النَّصِّ اَلَمْ تَوْاقرِعْنِ
 ابْنِي وَ لَا هُتَاهُ اَفْضَلُ بِقَوْلِهِ تَعَالَى فَاَلْفَسْنَاوَا لْفُسْكُمْ و مَسَاوِي
 اَلَا هُوَ اَفْضَلُ لَاحْتِجَاجِ النَّبِيِّ اِلَيْهِ فِي الْمُبَاهَلَةِ لَا ت
 اَلَا مَا يَحِبُّ اَنْ يَكُوْنَ مَعْصُومًا ۚ اس عبارت سے ظاہر ہے کہ جناب
 امیر علیہ السلام نفس رسول ہیں اور حضرت رسول افضل ہیں تمام امت سے اور حضرت
 امیر المومنینؑ مساوی حضرت رسول ہیں معصومیت میں جبکہ لان الہام یحب اَنْ
 یَّکُوْنَ مَعْصُومًا ۚ وال ہے لہذا جناب امیر علیہ السلام بھی افضل ہیں تمام
 امت سے اگر جناب علامہ مومنون من جمیع الوجوہ قابل مساوات ہوتے تو
 کتاب مذکور کی فصل ۳۳^{۱۹} میں یہ عدلت نہ لکھتے اِنَّہٗ كَانَ شَدِيدَ
 الْحَدِیْسِ وَ الذِّكْرِ وَ اَلْحَرَصِ عَلٰی تَعْلَمِ وَ دَامَ الْمَصَاحِبَةُ
 اَلْمُرْسُوْلُ الَّذِیْ هُوَ الْکَامِلُ الْمَطْلُوْقُ بَعْدَ اَللّٰهِ تَعَالٰی وَ كَانَ
 شَدِیْدًا رَّحْمَةً وَ اَلْحَرَصِ عَلٰی تَعْلَمِ یَحِبُّ جَنَابِ امیر المومنین شریح
 الحدیث و ذکا قہمی اور علم حاصل کرنے میں حریص تھے اور ہمیشہ صحت
 رسول میں رہتے تھے اور آنحضرتؐ جناب امیر علیہ السلام کو شدت
 سے دوست رکھتے تھے اور جناب امیر علیہ السلام کو تعلیم دینے میں

آنحضرت بھی حریف تھے۔ اور شرح باب ہادی عشر مطبوعہ نولکشور ص ۳۲ ۱۹ فصل سادس بحث امامت میں
 شارح فرماتے ہیں اقول ہذا بحث و هو لبحث ۹۲ امامت من توافع النبوۃ
 و حق و سہما اس عبارت سے نیز کفلق الحج روشن ہے کہ نبوت آنحضرت اصل
 اور امامت جناب شاہ ولایت اوسکی فرع ہے اور جناب مقدس اردبیلی کتاب
 حقیقۃ الشیعہ ص ۳۳ ۱۲ تفسیر آیہ مباہلہ میں فرماتے ہیں جسکی عبارت یہ ہے حق
 تعالیٰ پیغمبر خود فرمود کہ در مباہلہ فرزندان و زنان و نفس را طلب نماید معلوم است کہ
 مراد حق تعالیٰ از نفس خود نفس نفیس خود پیغمبر نہ بود چہ اگر فرمودہ شما بخوانید
 نفس خود را و ما بخوانیم نفسہاے خود را و یقین کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ
 وسلم از زنان نہ فالملیہ و از فرزندان نہ حسین از کسے نفس سنیہ تواند بود بہ مرتبہ
 علی علیہ السلام اختصار نمود اس کے بعد کتاب مذکور میں جناب مقدس موصوف تحریر
 کرتے ہیں کہ ملائکت کہ مساوی پیغمبر باشد بہ جمیع صفات بغیر از نبوت مثل او تواند
 بود یعنی کون شخص ہے کہ مساوی پیغمبر کے ہوئے جمیع صفات میں بغیر
 کے اور مثل اوس کے ہو سکے اس عبارت واضح سے واضح ہے کہ جناب امیر
 علیہ السلام جمیع صفات میں مساوی پیغمبر کے ہیں بغیر نبوت کے اور نیز اسی کتاب
 کے ص ۲۲ میں معنی مساوات کو بھی تحریر فرماتے ہیں۔ مساوات کنایہ است
 از نہایت اختصاص و قرب و محبت چہ ہر گاہ میان دو کس محبت بہ مرتبہ کمال رسید
 میگویند کہ ہر دو یکجا اند و اتحاد ہم رسانیدہ اند اگرچہ بحسب صورت دوئی و جدائی
 در میان باشد و نہایت انچہ ازین اتحاد لازم آید مساوی بودن در مرتبہ درجہ است
 نہ در نبوت حاصل یہ کہ مساوات کنایہ ہے نہایت اختصاص و قرب و محبت
 سے اور اس اتحاد سے جو کچہ لازم آتا ہے وہ مساوی ہونا مرتبہ میں درجہ سے
 نہ نبوت میں جناب مقدس اردبیلی اعلی اللہ مقامہ کی نیز تمام عبارت مذکورہ

جناب امیر و دیگر ایمہ بدی علیہم السلام ہر طرح سے نبوت سے مشتق ہیں ار باب
 بصیرت پر واضح و لایح ہو کہ جناب ایمہ بدی علیہم السلام کے انبیا مہونے پر
 احادیث صریح متواترہ و روایات مستندہ متوافرہ کتب معتبرہ متعددہ و امثالہ اصول کافی
 و شرح اصول کافی و جلد سابع و تالیف بحار الانوار و غیرہ میں موجود ہیں انشاء اللہ
 تعالیٰ آمینہ بر موقوفہ مذکورہ اگر دیکھا جائے نبوت کو یہ سب ماموریت محمد و آل محمد علیہم السلام
 بہ تمام ناس بقدر عقول شان محل تقیہ میں ہم حمل کریں تو قطعاً نادرست ہی اس لئے
 کہ حیب انبیا مبعوث بر رسالت و نبوت ہوں تو اخفائے نبوت جائز نہیں اگر تادم و قات
 اخفائے نبوت و رسالت ہو تو انبیا کی بعثت ہی ثابت ہو جائیگی چنانچہ انبیا اگر کشتہ
 لو مقابل میں کفار کے کیا کچھ خوف و مال و عزت رکھتا تھا مگر اس پر بھی
 یہی اخفائے نبوت و رسالت نہیں فرمایا سر حید اظہار نبوت میں قتل ہو گئے یہ
 چنانچہ حضرت جبریلؑ پیغمبر کس کس سختی سے کئے بار قتل کئے گئے اور اس طرح
 حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ میں ڈال دئے گئے اور ذکر کیا رہے حیرے کئے
 اور حضرت یحییٰ قتل ہوئے اور دیگر انبیا علی ہذا دار دنیا میں یہ سب اظہار نبوت
 بیحد مصیبتوں میں مبتلا ہوئے مگر دعویٰ نبوت اور ہدایت سے باز نہیں آئے اور
 پیغمبر حق تو جملہ انبیاء سے بدرجہا زیادہ مصیبتوں اور آفتوں میں مبتلا ہوئے لاکھ
 اپنی نبوت و رسالت کو کبھی حضرت نے مسموم ہو کر محقق نہ کی تہا مردن اعوان
 و اظہار دعوت اسلام فرماتے تھے اور کفار حضرت کو انواع و اقسام کی ایذا پہنچاتے
 تھے مخصوصا بوجہل و غیرہ کی ایذا رسانی کتب سیر و غیرہ سے ظاہر ہے کلام بقدر
 عقول ناس اظہار نبوت و رسالت میں بلکہ اظہار امامت میں بے معنی ہے اس لئے
 کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آنحضرت سے نبوت و رسالت دریافت کی گئی ہو اور آپ
 نے تقیہ انکار فرمایا ہو اور نیز جناب ایمہ بدی علیہم السلام باوجود مصیبتوں میں

مبتلا ہونے کے کہی اپنی امامت سے انکار نہیں فرمایا چنانچہ جناب امام زین العابدین
روحی و روح العالمین لہ العذابا وجود اس کے کہ پابہ زنجیر تھے اور مع اہل بیت
طاہرین کے مقید بقید شدید تھے مگر دربارین زیادہ و دربارین میں اپنی اور اپنے
پدر گوار اور اپنے جد نامدار حیدر کرار کی امامت کے نسبت اجتماع فرمایا ہے
جیسا کہ حضرت کے خطبوں وغیرہ سے جو کتب احادیث و توارخ میں درج ہیں ظاہر
ہے اگر ہم کہیں کے اظہار امامت میں جناب امیمہ مدی نے تقیہ نہیں فرمایا نبوت
رسالت میں تقیہ فرمایا تو یہ بڑی خوب کی بات ہے کہ امیمہ مدی علیہم السلام نے تادم
شہادت از روئے تقیہ اظہار نبوت و رسالت نہیں فرمایا پس جب خود امیمہ اظہار
علیہم السلام نے تقیہ اپنی نبوت و رسالت جسکا اظہار واجب و لازم تھا خاص
عام سے تادم وفات مخفی رکھی تو پھر مکو کیونکر معلوم ہوا کہ امیمہ مدی ابنیہ و
ورسل بنی = اگر ہم یہ خیال کریں کہ جناب امیمہ مدی نبوت سے بالاتر مرتبہ رکھتے
ہیں اور مرتبہ نبوت مفعول اس مرتبہ کا ہے پھر جناب امیمہ مدی کیون دارا
نبوت بخون ادلتے مائل سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان دونوں میں ملازمہ نہیں ہے
اس لئے اصحاب جناب امام حسین علیہ السلام کا مرتبہ حضرت سلمان و ابوذر
وغیرہ سے بالاتر ہے چونکہ خود جناب امام حسین فرماتے ہیں کہ میں اپنے
اصحاب سے بہتر کسی کے اصحاب کو نہیں دیکھتا ہوں پس اس سے ثابت
ہے کہ شہدائے کربلا جو غیر بنی ہاشم ہیں وہ سلمان و ابوذر سے افضل ہیں
اور غیر خدا فرماتے ہیں کہ السلمان مثالی الہییت اور حضرت سلمان
او صیائے حضرت عیسیٰ سے ہیں اور معصوم ہیں پس نظر برآن لازم آتا ہے
کہ جو دارائے مرتبہ بالاتر ہو وہ ضرور دارائے مرتبہ مثالی الہییت اور
دارائے معصومیت ہو حالانکہ اصحاب جناب امام حسین حبیب ابن مظاہر

وسلم ابن عیوبہ وغیرہ نہ مصداق متا ایل البتہ میں نہ معصوم ہیں اور نہ ان کی
 کی شان میں معصوم سے حدیث متا ایل البتہ آئی ہے۔ عات
 جناب علامہ مجلسی علیہ ساریہ بجا میں باب ۲ تمم جوئی لبم من الفضل و
 ما جوئی لمرسول اللہ و انہم فی الفضل سوا و جو تخریر فرمایا ہے
 ترجمہ اوس کا یہ ہے کہ جاری ہوئی واسطے جناب امیر مدنی علیہم السلام کے
 فضل و طاعات سے وہ چیز جو جاری ہوئی واسطے جناب رسول اللہ کے تحقیق
 کہ تمام ائمہ فضل میں برابر ہیں اور اسی باب میں ہے کہ فرمایا جناب امیر المؤمنین
 علیہ السلام نے لقد حملت مثل حمولۃ محمد اے حملتی اللہ من العلم
 والایمان و الکمال و لکلیف ہذا آیت الخلق و تبلیغ رسالہ
 حاصل ترجمہ یہ ہے کہ اللہ جل شانہ نے جناب امیر المؤمنین پر علم اور ایمان کلمات
 اور تکلیف ہدایت فائق تبلیغ رسالات کا بار فرمایا یعنی حضرت امیر علیہ السلام مثل
 حضرت محمد اس بار مذکور کے حامل ہیں مجلسی اسی باب کے ۲۶۶ میں تخریر
 فرماتے ہیں کہ لقد حملت فلیشہرنا علیہ السلام ما حملہ اللہ علیہ
 من رایا سۃ الخلق و ہذا آیتہم و ولا یتہم یعنی تشبیہ دی جناب امیر
 علیہ السلام نے اوس بار مذکور ریاست خلق اور ہدایت اور ولایت سے اسی باب
 میں دوسری حدیث ہے کہ فرمایا جناب امیر علیہ السلام نے اِنِّیْ وَ اِیَّاهُ
 لَعَلِّ السَّبِیْلِ الْوَاحِدِ الْاِتِّہُ الْمَدْعُو بَا سَمِیْہِ حاصل ترجمہ یہ ہے
 کہ میں اور حضرت رسول البتہ ایک سبیل پر ہیں مگر یہ کہ یہ تحقیق کہ وہ مدعو اپنے
 اسم کیساتھ ہیں اس حدیث کے نسبت مجلسی فرماتے ہیں اے انا شریک لہ
 فی جمیع الکمالات و لا فراق نبی و نبتہ الْاِتِّہُ الْمَدْعُو بَا سَمِیْہِ
 ۲ سہمی۔ یعنی میں شریک ہوں حضرت رسول کا جمیع کلمات میں او کو کوئی

فرق نہیں درمیان میرے اور اون کے۔ مگر یہ کہ وہ نام رکھے گئے ہیں اپنے اسم سے جو غیر نام میرے ہے۔ معنی باسم غیری اور مدعو باسمہ کی شرح میں جناب مجلسی ص ۲۶۶ میں فرماتے ہیں وَلَقَدْ جَعَلْنَا عَلَىٰ مِثْلِ هَؤُلَاءِ اٰیَةً مِّنْ اٰلِهٰٓهِمْ اَلَا تَعَالٰی مِثْلُ مَا كَانُوا عَلَيْهِمْ مِنَ الْاَلْوَمٰوِۙ اَلَا تَوَجِبُ اَلَا تَهْوٰی اِلٰی اَقْصٰی مَنَازِلِ الْاَلٰهَامَةِ مِنَ الْاَخْلَافَةِ وَالْاِمَامَةِ۔ یكون المراد بالاسم وصف النبوة ۲ ایعنی اِنَّهُ دَعَاۤهُ اَللّٰهُ فِی الْقُرْآنِ اِسْمَهُ وَلَمْ یَدْعِیْهُ بِالْاَسْمِ اَطهر = یعنی مثل حضرت رسول حضرت علی علیہ السلام پر جس چیز کو خداوند عالم نے فرمایا وہ بارودہ اسور ہیں کہ واجب ہوتا ہے پہنچنا جسے طرف انتہائے منازل کرامت کے خلافت و امامت سے اور مراد اس اسم سے وصف نبوت ہے جو مدعو باسمہ میں اسم ہے یا یہ کہ اللہ جل شانہ نے آنحضرت کو اون کے اسم سے پکارا ہے قرآن مجید میں اور جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں وَلَمْ یَدْعِیْ لَیْنِیْ مَجْہِ نَبِیِّۙ لَیْکَ اِسْمٌ یَّہِ دُوعِنِیْ جِو اَلَا اِنَّہُ الْمَدْعُوۙ بِاسْمِہِ کے مذکور ہوئے جناب مجلسی فرماتے ہیں ان دونوں میں معنی اول اظہر ہے یعنی وصف نبوت = مخفی نہ ہے کہ آیات کثیرہ و احادیث متواترہ فضایل و مناقب آل محمد علیہم السلام میں وارد ہیں بلکہ مصوم اثناً فرماتے ہیں کہ ربع قرآن مجید ہمارے فضایل میں ہے منجملہ اون کے یہاں چند آیت و احادیث یتمنا و تبلو گا لکھی جاتی ہیں۔

(آیہ نمبر ۱ سورہ اٰخراہ)
اِنَّ اللّٰہَ وَمَلَٰٓئِکَتُہٗ یُحِبُّوْنَ عَلٰی النَّبِیِّۙ یٰۤاٰیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا
لَسَلِّطْنَاۙ تَحْقِیْقًا اَسَدًا وَّ اَوْسَۙ كَے ملائکہ صلوة بھیجتے ہیں اوپر نبی کے اے
وہ لوگ جو ایمان لائے صلوة بھیجو تم اوپر نبی کے اور سلام جو حق ہے سلام بھیجنا

اس آیہ مجیدہ سے کمال فضیلت جناب رسالت مآب اور ان کے اہل بیت علیہم
 السلام کی طاہرہ آدیون سے بڑھ کر فرشتے اور ان سے بھی زیادہ یہ ہے
 کہ خود خداوند عالم درود بیجتا ہے : جب یہ آیت عالی رایت نازل ہوئی تو اصحاب
 نے عرض کی یا حضرت ہم سلام کو تو جانتے ہیں وَلَا تَكُنْ كَيْفَ نَضَلْتَنِي عَلَيْكَ
 یعنی کس طرح صلوات پہنچیں ہم آپ پر فرمایا اس طرح کہو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ
 مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ عَلٰی اَبْرَاهِيْمَ وَآلِ اَبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ
 تفسیر عمدۃ البیان میں تین باتوں میں مساوات الہیت کو حضرت رسول کے ساتھ
 لکھی ہے اور بعض کتب میں یا پنج باتوں میں ہے : ایک تو سلام میں دوسری
 طہارت میں تیسری محبت میں چوتھے صدقہ حرام ہونے میں یا پانچویں درود
 میں غرض اس پر اتفاق ہے کہ صلوٰۃ بیجا جیسا کہ حضرت رسول پر واجب ہے
 ویسا ہی اہل بیت رسول پر ہے اس آیہ مجیدہ سے بحسب طاہر خیال پیدا ہوتا ہے
 کہ صلوٰۃ مختص بنی ہے اور لفظ نبی عام ہے جو شامل ہے جناب محمد و
 آل محمد علیہم السلام کو لہذا آل محمد بھی انبیاء ہیں کیونکہ آنحضرت معصوم ہیں جمیع
 اقوال و افعال میں لا اقل معصوم ہیں تبلیغ احکام میں اور یہ حکم بھی آنحضرت
 کی تبلیغ سے ہے کہ منزل علیہ کو بدون تغیر تبلیغ کریں اگر معنی نبی منحصر ہو
 حضرت محمد میں تو آنحضرت کا اضافہ کرنا صلوٰۃ میں آل محمد کو بیشک تغیر ہے مگر
 یہ کہ لفظ نبی عام لیا جائے محمد و آل محمد سے تو اس وقت آل پر صلوٰۃ بیجا صحیح
 ہوگا اور خلاف آیہ مجیدہ وَمَا يَنْطَلِقُ مِنْكُمْ اَلٌّٰلُہِیْ اِلٰہِیْ کے لازم نہ آئیگا یہ خیال
 قطعاً ما درست ہے اس لئے کہ جب لفظ نبی عام لیا جائے تو لفظ البقی کل
 ہو جائیگا جمیع افراد انبیاء داخل ہوں گے اور صلوٰۃ میں شامل ہوں گے
 اور یہ خلاف مقصود خداوند عالم ہے کیونکہ آیہ صلوٰۃ میں خداوند عالم اور اس کے

ملائکہ جو صلوٰۃ بیعتہ بین وہ صلوٰۃ خاص حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
 پر ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ لفظ النبی عام نہیں بلکہ خاص نحو کہ معرف
 بالآدم ہے جس سے آنحضرت کی ذات پاک مراد ہے رہا یہ امر کہ آنحضرت نے
 جو اپنی آل اطہر کو شریک صلوٰۃ فرمایا ہے اس سے منزل علیہ میں تغیر پیدا ہوتا ہے
 ظاہر ایسا ہی معلوم ہوتا ہے مگر عند القل برگزشت منزل علیہ میں تغیر نہیں ہوتا اس لئے کہ النبی
 کی تغیر آنحضرت نے اپنے نبی اقدس سے فرمائی ہے اگر النبی کی تفسیر سلمان اور ابو ذر جہانہ
 سے فرماتے تو بیشک تغیر ہوتا اور اپنی آل امجاد کو جو آنحضرت کے صلوٰۃ میں اضافہ
 فرمایا ہے یہ بنظر اغراض و اختصاف حکم خداوند عالم ہے اس لئے کہ جب اہل
 اسلام کے نزدیک یہ امر مسلم ہے کہ آنحضرت کوئی بات بدون وحی خداوند
 عالم نہیں فرماتے تھے جیسا کہ خود خیاب اقدس الہی ارشاد فرماتا ہے وَمَا
 يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۚ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۚ لَيْسَ جِبِّ اَنْحَضَتْ نَعْلُكُمْ خَدَاوَنَدَا لَمْ
 اَلْاَمَادُ كُو صْلُوْهُ مِیْن اَضَافَ فَرَمَیَا تُوْبَہٗ مُوَافَقِ اَیَّہِ کَرِیْمَہٗ مَذْکُورَہٗ ہُوَا ۚ خَالِفَ اَیَّہِ مَا
 یُوْحٰی عَنْ اَلْجَوَاہِجِ ۚ الْحَاصِلُ اَلْ مُحَمَّدٌ عَلَیْہِ السَّلَامُ شَرِکُ صْلُوْہٗ تُوْبَیْسَہٗ سَاۡتِبَہٗ نَبِیُّ مَکْرَمَہٗ
 لَازِمَہٗ نَبِیْنِ اَمَّا کہ اَنْبِیَا سُو جَاۡیْنِ اِگر ایسا ہی ہو تو صدقہ کے حرام ہونے میں حملہ سادات
 بنی ہاشم شریک پیغمبر رفق ہیں کیا جہ سادات بھی اس شرکت سے پیغمبر ہو جائیں
 گے ہرگز نہیں فَتَدْبُوْۤا وَا لَا تَعْقِلُوْۤا ۔

(آیہ منزل سورہ حدید)
 وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوحًا وَاٰدًا وَاٰیٰہِیْمَ وَفِیْ ذٰرِیَّتِہِمَا النُّبُوۃُ وَاَلْکِتَابُ فَمِنْہُمْ
 مُّکَذِّبٌ وَّکَثِیْرٌ مِنْہُمْ فَاَسِیْقُوْنَ ۚ بِہٖ حَقِیْقٌ ہُمْ نَعِیْ نُوْحٌ وَاٰدَاۡہِیْمُ
 کو اور قرار دی ہُمْ نے ذریت میں انکی نبوت و کتاب کو پس بعض اولیٰ
 بہایت یافتہ ہیں اور اکثر اولیٰ سے فاسق ہیں آیہ مجیدہ مذکورۃ الصدر میں

نبوت کو خداوند عالم نے ذریت نوح و ابراہیم میں جو مہندی میں قرار دی ہے اس سے یہ خیال نہ کیا جائے کہ جو ذریت ابراہیم میں ہوں اور مہندی ہوں وہ انبیاء ہوں اس لئے کہ ذریت ابراہیم سے ہونا اور مہندی ہونے کو نبی ہونا ضرور نہیں۔ بلکہ بعد نوح پیغمبر جو نبی ہوا اسے ضرور ہے کہ وہ ذریت ابراہیم اور مہندی کیونکہ ان دونوں میں عموم و خصوص مطلق کے نسبت ہی نہ تساوی کی اگر ایسا ہی ہو تو لازم آئے گا کہ جناب امیمہ ہدیٰ علیہم السلام انبیاء ہوں اور امیمہ ہدیٰ ہی پر کیا موقوف بلکہ حضرت عبدالملک اور حضرت عبداللہ اور حضرت ابوطالب علیہم السلام یہ سب بزرگ وار ذریت ابراہیم سے ہیں اور مہندی بھی ہیں پس یہ سب بدرجہ اولیٰ انبیاء ہو سکتے ہیں کیونکہ جناب امیمہ ہدیٰ کے ابا و اجداد ہیں اور سوا حسین علیہما السلام دیگر اولاد جناب امیر المومنین علیہ السلام مثل جناب عباس اور محمد حنفیہ وغیرہ اور جناب علی اکبر اور جناب قاسم علیہم السلام یہ بھی سب کے سب مہندی میں اور ذریت ابراہیم سے بھی ہیں حالانکہ ان پر کواری سے کوئی بھی نبی نہیں آیا اور نیز حدیث کنت نبیاً و آدم بنی الماء و الطین یعنی جناب رسالت اب فرماتے ہیں کہ تھا میں پیغمبر دہان حالے کہ آدم اب گل میں تھے اس سے بھی ہم اپنے ذہن کو پریشان نہ کریں کہ وہ نور محمدی جو متصف بالنبوت تھا وہ نور مقدس منتقل ہوتا ہوا حضرت عبدالملک تک پہنچا وہاں سے دو نصف ہو کر نصف صلب عبداللہ میں اور نصف صلب ابوطالب میں منتقل ہوا حضرت عبداللہ سے جناب ختمی مآب اور حضرت ابوطالب سے جناب ولایت مآب پیدا ہوئے پس یہاں خلافت عدل خداوند عالم ہے کہ ایک نور متصف بالنبوت تھا اس کے دو حصے ہوئے نصف کو نبوت و رسالت اور دوسرے نصف کو فقط امامت و ولایت خطا ہوئی اس طرح کے

خیالات و نسبت اور عقل مستفاد سے کام لیا جائے تو مثل آفتاب روشن ہو جائے گا کہ یہ امر خلافت عدل خداوند عالم ہرگز نہیں ہے اس لئے کہ عدل جناب باری تعالیٰ کے یہ معنی نہیں ہے کہ ایک شخص کو جیسا پیدا کیا اور جو کچا او سے عطا فرمایا دوسرے تمام بندوں کو بھی اسی طرح پیدا فرمائے اور عطا فرمائے اگر یہی معنی عدل خداوند عالم ہے تو لازم آئے گا کہ جتنے بندے ہیں سب انبیا ہو جائیں کیا معنی کے بعض بندوں کو انبیا کیا اور بعضوں کو است نظر برآن یہ بھی خلافت عدل ہے کیونکہ عبدیت میں سب مساوی ہیں = بلکہ کل کائنات انبیا ہو جائے اس لئے کہ خلاق عالم نے جب نور محمدی کو پیدا فرمایا اسی وقت سے وہ نور محمد مصطفوی متصف بالنبوت تھا اور تمام کائنات اسی نور محمد سے پیدا ہوئی جیسا اکثر کتب احادیث سے ثابت ہے بناو اعلیہ سب کائنات کو انبیا ہونا چاہئے ورنہ خلافت عدل خداوند عالم ہوتا ہے۔ یہ معنی عدل خداوند عالم نہیں بلکہ عدل خداوند عالم کا یہ معنی ہے کہ وہ متعلق ہوتا ہے افعال عباد سے نہ افعال باری تعالیٰ سے جیسا کہ بحث عدل میں علما نے لکھا ہے اور نیز کتاب ہذا کے باب دوم میں مرقوم ہے: **مَنْ شَاءَ فَلْيُزَجِّحْ اِلَيْهِ =**

آیہ نمبر ۳ سورہ صافات ۱

سَلَامٌ عَلٰی اٰلِ يٰسِیْنَ۔ آل یسین سے مراد آل محمد علیہم السلام ہے۔ یہ آیہ کریمہ المہبت کے کمال فضیلت پر دلالت کرتی ہے چنانچہ جلد سابع بحار ص ۳۵ میں جناب مجلسی تحریر فرماتے ہیں **قَالَ السَّيِّدُ نُوْرُ اللّٰهِ الشُّوشُوْرِيْ لَوْ رَأَى اللّٰهُ ضَرْحِيْهِ فِيْ اٰیَاتٍ مُّتَضَاعَةِ مِثْلِ**

ہذا السورۃ عدہ من الانبیاء بالسلامہ فقال سلامہ من اوج
 فی العالمین و سلامہ علی ابراہیم و سلامہ علی ابراہیم و سلامہ
 علی موسیٰ و ہارون ثم قال سلامہ علی آل یسین ثم ختم السورۃ
 بقولہ سلامہ علی المرسلین و الحمد للہ رب العالمین ومن البین
 ان السلام علیہم منفرداً فی اثناء السلام علی الانبیاء و
 المرسلین و لا لہ لہجۃ علی کونہم فی درجۃ الانبیاء والمرسلین
 و من ہو فی درجہم لا ینکون الا اماماً معصوماً فیکون نصّاً
 فی الامامۃ ولا اقل من کونہ نصّاً فی الامامۃ فی فضیلتہ

خلاصہ ترجمہ عبارت مذکورہ کا یہ ہے کہ خداوند عالم نے فرداً فرداً انبیاء علیہم السلام
 پر سلام فرمایا ہے اور اثناء سلام انبیاء و مرسلین میں آل یسین پر بھی
 سلام فرمایا ہے مراد آل یسین سے آل محمد میں مجلسی فرماتے ہیں کہ
 اثناء سلام انبیاء و مرسلین میں آل یسین پر سلام فرمانا دلالت صریحہ ہے
 اوپر مومن نے جناب آل محمد کے درجہ انبیاء و مرسلین میں اور درجہ انبیاء میں
 جو شخص ہو وہ نہیں ہوتا مگر امام معصوم پس یہ نص ہے امامت میں لا اقل
 نص ہے افضلیت میں بناؤ علی ہذا خمساً مومن میں جناب امام رضا علیہ
 السلام نے اسی آیہ سلام علی آل یسین سے احتجاج فرما کر اپنی معصویت
 و امامت و افضلیت ثابت فرمائی ہے اس آیہ سلام علی آل یسین سے یہ
 خیال نہ کیا جا کہ خلیفہ ہدیٰ بھی انبیاء میں کیونکہ خداوند عالم نے انبیاء پر سلام
 فرمایا ہے و آل محمد پر بھی سلام فرمایا پس آل محمد انبیاء میں یہ خیال
 درست نہیں بلکہ حسب تحریر جناب مجلسی و سید نور اللہ شوشتری آیہ مذکورہ
 ایماہ المبارکی امامت و معصویت و افضلیت ثابت ہوتی ہے نہ نبوت

ورسالت - قافلو و احفظوا :

آیہ منبر مہربان جزیم سورہ النب

۱۔ محمد و ناس علی ما اتاہم اللہ من فضله فقد آتیہ
الابراہیم الکتاب و الحکمۃ و آتینا ہم ملکاً عظیماً =

یعنی کیا وہ لوگ اس بات پر کہ اللہ تعالیٰ نے اوہنیں اپنا فضل و
رحمت عطا فرمایا ان سے حسد کرتے ہیں : پس بیشک ہم نے

آل ابراہیم کو کتاب دی اور حکمت (پیغمبری) دی اور اوہنیں آل ابراہیم
کو ملک عظیم عطا فرمایا کتاب کافی اور فقیہ عیاشی میں امام محمد باقر علیہ السلام
سے منقول ہے کہ آل ابراہیم میں اور کتاب اور حکمت کو منظور کرتے ہیں

اور آل محمد میں کتاب اور حکمت کا حسد کرتے ہیں = تفسیر مجمع البیان مطبوعہ

ایران ص ۱۱۱ آیت مذکورہ صدر کے باب میں منقول ہے ۱۔ الم ۲

یا الناس ۲۔ لنبی عن الی جعفر = المراد بفضل فیہ ۲۔ النبوة و

فی ۲۔ الامامۃ = ملکاً عظیماً مراد النبوة - یعنی خباب امام
محمد باقر علیہ السلام سے تفسیر آیت مذکورہ میں منقول ہے کہ ناس جسیر

حسد کرتے ہیں مراد ذات نبی ہے اور مراد فضل سے نبوت ہے آخرت

کی اور امامت آل اطہر کی ہے اور ملک عظیم سے تیر مراد نبوت ہے

جلد سابع مجلد ۲ ص ۱۱۱ میں ملک سے مراد فہم الایمہ ہے = اور نیز

کتاب مذکور میں مرقوم ہے کہ فرمایا خباب امام جعفر صادق نے آیت مذکورہ

میں کتاب نبوت ہے = اور حکمت فہم و علم ہے اور ملک عظیم طاعت

مفروضہ ہے اور نیز جلد سابع مجلد ۲ ص ۱۱۱ باب وجوب طاعتہم

میں یہ عبارت لکھی ہوئی ہے وَ ۲ نَحْنُ ۲ مُعْنٰی ۲ الْمَلِکُ الْعَظِیْمُ قَالَ
 الطَّبْرَسِی رَحْمَہُ وَ ۲ اَخْتَلَفَ فِی مَعْنٰی ۲ النَّاسِ ۲ هَکَذَا فَقِيلَ اَرَادَ
 بِہِ النَّبِیَّ حَسِیدٌ وَہِ عَلٰی مَا ۲ عَطَاهُ اللّٰهُ مِنَ ۲ النُّوۃِ وَ ۲ دَابَّۃِ
 لِسْتَعْنٰہِ لِنُصُوۃٍ وَ مِیْلَہِ ۲ لِیٰہِنٍ - یعنی علامہ مجلسی فرماتے ہیں کہ کیا طبرسی
 نے کہ معنی ناس میں اختلاف ہے بعض نے کہا کہ ناس سے مراد نبی ہیں کہ
 حسد کیا مردم نے اوس چیز پر کہ اللہ نے عطا فرمائی اخفرت کو نبوت
 سے اور اخفرت کیلئے نوبی بیان پہلچ ہو نیسے اور نیز اسی کتاب اور
 اسی باب کے صلتہ میں علامہ مجلسی تحریر فرماتے ہیں عن برید
 ۲ العجلی عن ابي جعفر فی قول اللہ تبارک وتعالیٰ :-

قَدْ اَقْبَنَا اَلْبَرَاهِمَ اَلْخ فِجَعَلْنَا مِنْہُمْ ۲ اَلرَّسُلَ وَالْاَنْبِیَا
 وَ ۲ اَلَا حِیۃَ وَ کَیْفَ یَقْرَوْنَ فِی اَلْبَرٰہِمِ وَ یَلْکِرُوْنَ فِی اَلْحَمْدِ
 یعنی جناب امام محمد باقر سے تفسیر آیہ مذکورہ فقہ اَقْبَنَا اَلْبَرٰہِمِ کی
 فِجَعَلْنَا مِنْہُمْ ۲ اَلرَّسُلَ تا آخر سنقول ہے کہ فرمایا خداوند عالم کہ ابراہیمؑ کے
 بعض کو رسل اور بعض کو انبیا اور بعض کو ابراہیمؑ کیسا اقرار کرتے ہیں اَلْبَرٰہِمِ میں یعنی رسل
 اور انبیا سو نیکا اور نکار کرتے ہیں اَلْحَمْدِ میں ابراہیمؑ کو لئے سے
 اور نیز تفسیر میں اسی آیہ کی اسی باب کے صلتہ میں ہے کہ برید
 معویہ حضرت محمد اکرام باقر سے روایت کرتا ہے کہ فرمایا اوس جناب
 نے فَخَن ۲ اَلْمَحْسُودُونَ مَا اَتَانَا اللّٰهُ مِنَ ۲ الْاَمَاقِہِ دُونَ
 خَلْقِ ۲ اللّٰہِ جَمِیْعًا یعنی ہم محسود ہیں اوس چیز پر کہ دیا ہوا
 اللہ نے امانت سے اس آیہ مذکورہ کی تفسیر و تصریح جو خود امام
 علیہ السلام نے فرمائی ہے فَخَن ۲ اَلْمَحْسُودُونَ - روشن ہے کہ ابراہیمؑ

ہدی امام ہیں اُنکی کریمہ سے یہ خیال نکلیا جائے کہ امام علیہ السلام استعجاب
اور استدلال فرماتے ہیں کہ آل ابراہیم سے مراتب میں کم ہیں وہ تو رسول اور
اور انبیاء اور ائمہ ہوں اور ہم نہوں یہ خیال قطعاً نادرست ہے اس لئے کہ امام علیہ السلام
اپنی امامت کے نبت استعجاب فرماتے ہیں نہ نبوت و رسالت کیلئے کیونکہ خود فرما
ہیں فَنَحْنُ الْمَحْسُودُونَ عَلٰی مَا آتَانَا اللّٰهُ مِنَ الْاَمَامَةِ کہامت پر
برو لا تغفل =

(آیت نور نمبرہ سورہ نور)

اللّٰهُ نُورٌ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ مِثْلُ نُوْرٍ مَّكْشُوْحٍۭۤ اَوْ فِیْهَا مَصْبٰحٌۭۤ فِیْ
رَحَاۤجَۃٍۭ کَا نَہَاکُوْکُۢۤ اِذْ یُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍۭۤ مَّیْدٰنَ کَہْ زَیْتُوْنٍۭۤ
لَا شَرْقِیَّةٍۭ وَلَا غَرْبِیَّةٍۭ یَّکَادُ زَیْتُهَا یُضِیُّ وَلَوْ لَمْ یَمْسَسْہٗ نَارُ نُوْرٍ
عَلٰی نُوْرٍ مِّیْہَدِیۡۤ اِلَّا لَیُّوْرٌۭۤ مِّنْ لِّیَّشَامٍۭۤ یُّفِیۡءُ اللّٰهُ نُوْرَۤ اِسْمٰنٍ کَا
اور زمین کا مثال اوس کے نور کے مانند روشن دان کے ہے اور وہ ایسے
ہے کہ اوس میں چراغ ہے نہایت روشن وہ چراغ شیشہ میں ہے وہ
شیشہ نہایت صاف ہے گویا کہ وہ ایک ستارہ ہے بڑا چمکنے والا تفسیر
عمدۃ البیان میں مرقوم ہے کہ فرمایا جناب امام علیہ السلام نے کہ مراد
نور سے ہادی ہے یعنی ہدایت کرنیوالا اہل آسمان اور زمین کا یہ برسبیل
تشبیہ ہے بعضہ کہتے ہیں کہ نور بمعنی منور ہے بمعنی اسم فاعل اور بعضہ
کہتے ہیں کہ مراد نور سے فرین ہے یعنی آراستہ کرنیوالا آسمانوں اور زمین کا
ہے کیونکہ خدا استعلائے حقیقت میں نور نہیں ہو سکتا کہ نور حادث ہے
اور جسم ہے اور خداوند عالم اس سے پاک ہے بعضہ کہتے ہیں کہ مضاف

نور کا محذوف ہے کہ اصل میں ذوالنور ہے یعنی صاحب نور آسمانوں اور زمین کا ہے
 آیہ کریمہ مذکورہ کی تفسیر میں اقوال کثیرہ ہیں کتاب شرح اصول کافی مطبوعہ
 نولکشور باب سیر و ہم باب ان الایمة علیہم السلام نوراً مدعوں محل ص ۳۸
 ۳۸ میں خیاب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ مراد مشکوٰۃ
 سے حضرت فاطمہ ہیں مراد مصباح سے خیاب امام حسن مراد زجاج سے خیاب
 امام حسین علیہما السلام میں گوگب درجی سے نیز خیاب فاطمہ زہرا علیہا السلام
 مراد ہیں = اور تفسیر مجمع البیان کے ص ۱۶۲ سطر آخر میں مرقوم ہے اس مشبہ
 اور مشبہ بہ میں اقوال مختلفہ ہیں بعضہ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے یہ مثال
 اپنے پیغمبر کے واسطے دی ہے کہ روشندان شیعہ حضرت کا ہے اور شیشہ
 دل آنحضرت کا ہے اور چراغ اوس میں نبوت ہے نہ شرفی ہے نہ غریبی ہے
 قریب ہی کہ خوبان محمدؐ کے ظاہر ہوں پھلے اس سکو کہ اون پر وحی کنجائی
 نور اور نور کے یعنی پیغمبر نسل سے پیغمبر کے اور بعضہ کہتے ہیں کہ روشندان
 تو عبد المطلب ہیں اور شیشہ عبد اللہ ہیں اور چراغ پیغمبر خدا ہیں کہ نہ شرفی ہے
 نہ غریبی ہے بلکہ ملکی ہے اس لئے کہ مکہ وسط دنیا میں ہے = اور حضرت
 امام محمدؑ باقر نے فرمایا کہ نور علم کا سینہ میں نبی کے ہے کہ وہ چراغ ہے
 اور چراغ شیشہ میں ہے اور شیشہ سینہ علیؑ کا ہے یعنی ہو گیا ہے
 علم نبیؐ کا سینہ میں علیؑ کے کہ تعلیم لیا ہے اوس کو نبی نے = اس بیان
 سے یہ خیال نہ کیا جائے کہ جس کے دل میں پیغمبر نبی ہو وہ نبی ہے
 یعنی علم نبیؐ جو حضرت علیؑ نے دل میں منتقل ہو گیا ہے پس حضرت علیؑ
 پیغمبر ہو گئے حالانکہ ایسا نہیں = کیونکہ پیغمبر بلا واسطہ بشر ہوتا ہے =

(آیہ نمبر ۶ سورہ بقرہ)

۱ فَاَتَيْنَا جَانَكُم بِسُورٍ بِالْاَتْمُوْنِ ۱۱ اَنْفُسِكُمْ ۲ اسْتَبَكْرْتُمْ فَفَرِيقًا كَذَّبْتُمْ
 وَفَرِيقًا تَقْتُلُوْنَ ۱۲ یعنی پس اگر اُسے تمہارے پاس محمدؐ ساتھ اوس جنم
 کے یعنی ساتھ مولاۃ علیؑ کے نہیں جانتے ہیں تمہارے نفس کشی
 کی تم نے پس ایک فریق کی تکذیب کی تم نے آل محمدؐ سے اور دوسرے
 فریق کو قتل کرو گے تم اس آیہ کریمہ کے متعلق جلد سابع جاریا ب
 حواصع تاویل ص ۱۵۵ میں مرقوم ہے عن جابر عن ابی جعفر
 خال ابو جعفر ذلک مثل موسیٰ و ۱۲ ل من ابعده و عیسیٰ
 صلوة اللہ علیہ ضرب الہامۃ محمدؐ فقال ۱۲ اللہ لم فان جانکم محمدؐ
 ہما لا تھوی انفسکم بمولاۃ علی استبکرتم ففریقاً من آل
 محمدؐ کذبتم و فریقاً تقتلون فذلک تفسیر جافی الباطنی بنا
 علی حد التاویل یکون الخطاب متوجہاً الی الکافرین و
 ۱۲ المکذبین للرسول ۱۲ و یا سنادا بالقتل مجازاً فان قتل
 ۲ اہلیتہ بمنزلۃ قتله آیہ مذکورۃ الصدر کی یہ تفسیر جو جناب امام محمدؐ فرماتا
 علیہ السلام نے فرمائی ہے ماضی اوس کا یہ ہے کہ وہ مثال موسیٰ
 او دیگر رسل کی ہے جو بعد اون کے ہوئے واسطے امت محمدؐ کے علامہ
 مجلسی فرماتے ہیں بنابر اس تاویل کہ یہ خطاب ہے کافرین و مکذبین
 جمیع رسل کی طرف اور احتمال یہ ہے کہ جمیع آیت میں خطاب عموم
 ہے اور محقق اس کا اس امت میں ضمن میں قتل اہلبیت کے یا یہ بتیمیم رسل
 مجازاً ہے یا سناد قتل مجازاً اس لئے کہ قتل اہلبیت محمدؐ بمنزل قتل
 محمدؐ کے ہے ہم یہ گمان نہ کریں کہ زمانہ مستقبل میں انبیاء مقتول غیر ان

اسمہ اثنا عشر علیہم السلام نہیں ہیں پس امیہ مدنی انبیاء میں حالانکہ ملا
فتح اللہ علیہ الرحمہ کی تفسیر اور نیز جناب مجلسی کی تحریر مذکور سے ثابت ہے کہ
قتل البیت محمد بمنزلہ قتل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے و
۲ فہموا ۱۰ حفظوا ۱۰

(آیہ نمبر ۷ سورہ رعد)

و یقول الذین کفروا لست برسول کفی یا اللہ شہیداً
بیتی و بلیتکم من عندہ علم الکتاب = یعنی اور کہتے ہیں وہ
لوگ جو کافر ہوئے ہیں کہ تو رسول نہیں ہے کہہ تو خدا کا فی گواہ
ہے درمیان میرے اور درمیان تمہارے اور وہ شخص کہ نزدیک
اوس کے ہے علم کل قرآن کا و من عندہ علم الکتاب
اس آیہ کریمہ میں جناب امیر المومنین امام المتقین علیہ افضل الصلوٰۃ
لمصلدین مراد ہیں۔ پس یہ آیت عالی رایت جناب رسالت مآب کی
رسالت پر بصراحت تمام اور تین وجہوں سے جناب امیر المومنین کی فضیلت
و امامت پر دلالت کرتی ہے وجہ اول جناب امیر کا عالم ہونا وجہ دوم
حق تو انے کا حضرت رسول کی حقیقت کی گواہی ہیں جناب امیر کو انباقرین
قرار دینا اور کوئی مرتبہ اس کا بالاتر نہیں ہوتا وجہ سوم جناب امیر کی گواہی
پر اکتفا کرنا حضرت امیر کی عصمت پر دلالت کرتا ہے کیونکہ سوائے
معصوم کے گواہی کے ایک گواہ سے مدعا ثابت نہیں ہوتا اور عصمت
دلیل امامت ہے۔ مخفی نہ ہے کہ و من عندہ علم الکتاب میں
حضرت رسول اول ہیں جیسا کہ مفسرین بجا رہا اب ان عندہم جمیع علوم

۱۲ ملائکہ والا نبی ص ۳۲ سک ۳ میں عبد اللہ بن احمد سے منقول ہے
 قل کفی باللہ الم قال نزولہ فی علی بعد رسول اللہ و فی
 الا یمتہ بعد ذہ اس آیہ مجیدہ سے یہ خیال نہو کہ گواہ کو چاہئے کہ عالم مشہود
 ہوئے پس جو گواہ کے عالم بہ تمام مشہود ہیں وہ گواہی ہی بصدق دے
 سکتا ہے شاید صفت یا کمال میں مساوی یا افضل مشہود علیہ
 ہوئے پس آیہ کریمہ مذکورہ میں مشہود بہ رسالت ہے کہ صفت آخرت
 ہے اور مشہود علیہ آنحضرت ہیں اور شاہد اللہ عن اسمہ اور حضرت علی بن
 پس نظر بران حضرت علی کا حضرت رسول سے مساوی یا افضل ہونا
 لازم آتا ہے اور نیز حضرت علی کا رسول و نبی ہونا ثابت ہونا ہے
 اور اسی طرح ہر امام تا امام دوازہم شاید مشہود علیہ ہیں پس ہر امام
 رسول و نبی ہے اور رسالت و نبوت میں حضرت رسول سے کل انبیاء
 مساوی المرتبہ میں یہ خیالی استدلال ہمارا قطعاً غلط اور تاویل علیل
 میں داخل ہے یعنی شاید کو صفت یا کمال میں مشہود علیہ سے مساوی
 یا افضل ہونا لازم ہو تو پس ہر سوم سورہ آل عمران تنجو خداوند عالم
 ارشاد فرماتا ہے شہد اللہ ان لا الہ الا هو و ملائکہ
 و اولو العلم فامثلوا القسط و هو العزیز الحکیم یعنی گواہی دی
 اللہ نے یہ تحقیق کے کوئی معبود نہیں ہے مگر وہی اللہ اور ملائکہ
 نے گواہی دی اور صاحبان علم یعنی جناب ائمہ اطہار نے گواہی دی
 دران مالیکہ وہ قائم سات عدل کے ہے اور وہ اللہ غالب و حکیم
 ہے اس آیہ کریمہ میں مشہود بہ توحید خداوند عالم ہے اور مشہود علیہ
 خداوند تک ہے اور شاہد خود خداوند عالم اول ملائکہ اور ائمہ اطہار ہیں

نظر آئے۔ لازم آتا ہے کہ ملائکہ اور ایمید ہی جو شاید میں صفت یا کمال
میں مشہور علیہ لے خداوند عالم سے = معاف اللہ مساوی یا افضل
سوان لے شہد جو ملائکہ ائمہ میں سب خدا ہو جائیں جیسے کل ائمہ سا
و سنوت میں آنحضرت سے مساوی المرتبہ ہو کر رسول و نبی ہو گئے تھے
یہ تو مرتبہ مساوات خداوند عالم کا ہے اب رہا یہ امر کہ شاید کو مشہور
اب سے ان عمل سے کیا گیا ہے پس بنیاد پر استدلال خیالی مذکور خدا سے
ہیں را خدا کو نبی رجبہ ہو تا ضرور ہے کہ جس درجہ میں ملائکہ اور خباب ائمہ
میں تھا کہ ان کے ذہن و خالو سے اقتل قرار پائیں لغو ذبا اللہ من
انک انہم ما وہم بعد اقصا القتاد =

(آیت نیر و ورہ پوش)

لکل امة رسول فان اُجاء من سؤلهم قضیٰ بینہم بالقسط
وہم لا یظلمون اس آیت مجیدہ کے نسبت خباب ملا فتح اللہ علیہ الرحمہ
اپنی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں حکما ترجمہ یہ ہے یعنی ہر گروہ کیواسطے
افہم ماضیہ سے رسول تھا کہ اونکو دعوت بحق فرماتا تھا پس جب آیا اون
کی طرف وہ رسول کہ مبعوث تھا اون پر تکذیب کی اور سکتی حکم کیا گیا
اور میان رسل اور مکذبین ستم دیدہ نہیں ہوئے یعنی رسول کے
اثواب سے کم نہیں کرتے ہیں اور عذاب مکذبین میں جسکے وہ مستحق
ہیں حکم زیادتی نہیں فرماتے = آیت مذکورہ کی یہ تفسیر الظاہر تھی تفسیر
الذلیل جلد ۱ ص ۱۵۵ میں اس طرح مذکور ہے
اعوذ باللہ عن ابی جعفر قال سئلہ تفسیر ہذا آلاء قال تفسیر
ہذا بالاطن ان لکل فرت من ہذا ۲۵ لاء رسول من آل محمد وخرج

الی انما آتوا فی شواذ الیہم رسول وہم الاولیاء وہم المرسل
وہم ما حقہ فارہما ہما سیدہم قضی بینہم بالقسط قال معن
ان المرسل یقضون بالقسط وہم لا یظلمون کما قال
اللہ تعالیٰ :

بیان لعلہ تاویل انما بطین المراد بالمرسل معن الغوی
یشمل الاماراء والمعنی انہم منزلة الانبیاء فی الام
السالفة فی کل قرن بہم تکتف المجتہد کما ورد ان
علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل وفسر بہم علیہم
للسلام یعنی جابر بن عبد اللہ بن محمد باقر علیہ السلام آیہ کریمہ مذکورہ سے
سوال کیا حضرت فرمایا تفسیر بالظنی اور سبکی یہ ہے یہ تحقیق کہ واسطے
سر زما کے اس امت سے رسول ہے آل محمد سے جابر آتا ہے طرف
قرآن کے کہ وہ اون کی طرف رسول ہے اور یہ لوگ ہیں اولیاء اور
یہ لوگ ہیں رسول علامہ مجلسی جو قدوة المحققین اور خاتم المتحدین
فیہن لہائے ہیں وہ فرماتے ہیں المراد بالمرسل معن الغوی لیشمل
الامام یعنی یہاں مراد رسول سے معنی لغوی ہے جو شامل ہے امام کو
معنی لغوی رسول کے ارسال کنندہ ہے = آیہ کریمہ مذکورہ کی تفسیر میں جو
امام علیہ السلام نے فرمایا ہم المرسل وہی لوگ رسول ہیں یا رسول ابن
معنی ہے کہ یہ تحقیق ائمہ ہدیٰ بمنزل انبیاء ہیں جیسا کہ آنحضرت سے وارد
ہوا کہ یہ تحقیق علماء مہری امت کے مانند انبیاء بنی اسرائیل کے ہیں علماء
ہے ائمہ ہدیٰ علیہم السلام تفسیر کے گئے ہیں پس آج مذکورہ لفظ امت
مرسول الخ سے یہ خیال نہ کیا جائے کہ مراد رسول ہے امام دوازہم

خباب امیر و حضرت صدیق طاہرہ و خباب حسنین علیہم السلام بدرجہ کمال طاہر
 ہوتی ہے کیونکہ حکم خدا موافق آیہ مذکورہ کے خباب امیر علیہ السلام نفس
 رسول ہوئے اور یہ طاہر ہے کہ خباب رسول خدا سب اہل عالم سے
 افضل ہیں نفس رسول بھی سب اہل عالم سے افضل ہوا پس یہ فضیلت
 اذروئے قرآن آگلی ایسی ثابت ہے کہ اور کچھ نہیں ہے۔ حضرت
 علیؑ کے نفس رسول ہونے سے ہم یہ خیال نہ کریں کہ خباب امیر علیہ السلام
 آنحضرت سے من جمیع الوجوہ مساوی ہیں بدون تفاوت حتی نبوت
 و رسالت ہیں کیونکہ خداوند عالم نے آیہ مذکورہ نبوت و رسالت کو استثناء
 نہیں فرمائی اگر استثناء مقصود ہوتا تو مطابق و موافق اپنی مراد کے لفظ
 ارشاد فرماتا یہاں یہ بات سمجھنی چاہیے کہ یہ مقام مقام مبارکہ ہے
 باہم دیگر مدعا کرنے کا مقام ہے۔ اور استثناء مقام التباس و اشتباہ
 میں کیا جاتا ہے جو کلام سابق سے ناشی ہوتا ہے جیسا کہ حدیث مذکور
 جہا علیؑ انت صنی جملہ ہماروں الہین آنحضرت نے خباب امیر
 کو نبوت سے استثناء فرمایا لیونکہ حضرت بارون علاوہ جمیع مراتب کے
 مرتبہ نبوت بھی رکھتے تھے اگر آنحضرت نبوت کو مستثنیٰ نہ فرماتے
 تو یقیناً یہ بات ثابت ہوجاتی کہ مثل خباب بارون حضرت امیر بھی علیؑ
 دیگر مراتب کے نبوت بھی رکھتے ہیں از بس کہ نبوت خباب ختمی مرتبت
 پر ختم ہو چکی ہے اور کوئی نئی قیامت نہ ہو نہ وہاں نہ تھا لہذا آنحضرت
 نے نبوت کو خباب امیر سے استثناء فرمایا ہے پس یہ مقام مقام
 استثناء نہ مقام مبارکہ ہے جاتا چاہئے کہ خباب امیر المومنین میں
 اور دیگر شرائط امام ہیں اور خلقت اور حقیقت اور خدامیت میں آنحضرت

سے مساوی ہیں اور عدم نبوت و رسالت قاطع اس مساوات کے نہیں ہے
وفہوا وحقظو :

(آیہ نمبر ۱ سورہ بقرہ)

ما ننسخ من آية او ننسخها من قبلها الا علمنا ان الله على كل شيء قدير : یعنی ہم کسی آیت کو منسوخ نہیں کرتے
نہ بدلاتے ہیں جب تک کہ اوس سے بھتر یا ویسی ہی نازل نہ کر دیتے کیا
تکلم علم نہیں کہ خدا ہر شے پر قادر ہے : اس آیہ کریمہ کی تفسیر مرقوم
ہے کہ عمر ابن زید نے خیاب امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے
اس قول کا مطلب دریافت کیا : ان ننسخ من آية : یعنی ہم کسی
آیت کو منسوخ نہیں کرتے اور نہ بدلاتے ہیں جب تک کہ اوس سے بھتر یا
ویسی ہی نازل نہ کر دین محقر نہ فرمایا یوں نہیں ہے اگر خدا کسی آیت کو
منسوخ کرے اور ویسی ہی بدلے میں لائے تو بھتر منسوخ ہی کیون فرماتا : بھتر
او مثلها میں خیاب امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں الف ذوال
ہرگز نہیں ہے : بلکہ بھتر منہا و مثلها ہے : اس آیہ کریمہ میں لفظ آیت
سے مراد امام ہے : مطلب یہ کہ خداوند عالم فرماتا ہے کہ ہم کسی امام کو
اس دنیا سے اس لئے نہیں اوٹاتے کہ ذکر اوس کا فراموش ہو جائے
بلکہ اوٹانا ہے سے پہلے اوس کے صلب سے ایک خیر پیدا کر دیتے ہیں
جو اوس کے مثل امام ہوتا ہے : اور نیز آیہ والذین
هم آیتنا فلون میں خیاب امیر علیہ السلام مراد ہیں
عیسا علیہ السلام جارجس ۱۹ سکنین آیہ ما ننسخ میں لفظ

اور آیہ مذکورہ آئینا جو سورہ یونس میں ہے مراد خباب امیر المؤمنین اور دیگر ائمہ بدیہین چنانچہ علامہ مجلسی فرماتے ہیں و الحمد للہ علی ذلک قول امیر المؤمنین ما للہ ۲۱۰۱۲ البرقانی یعنی دلیل اس پر قول خباب امیر المؤمنین علیہ السلام ہے کہ نہیں ہے کوئی آیت واسطے اللہ کے بزرگتر مجسمے آیہ ما ننسخ الخ میں جو لفظ آیت ہے اوس سے یہ خیال نہ کریں کہ حضرت رسالتا ب بھی ایک آیت ہیں آیات خدا سے بڑھ کر حضرت علی بھی آیت ہیں پس جب خداوند عالم نے آنحضرت کو اس سے اوٹھالیا تو بموجب آیہ ما ننسخ تا آخر حضرت علی کو پیدا فرمایا اور انبار معنی آیت مذکورہ حضرت امیر المؤمنین معاذ اللہ حضرت رسول سے افضل اور سادی ہیں اس طرح کا معنی کرنا تفسیر لڑائے میں داخل ہے اور جو اوس کا نتیجہ ہے وہ غلط ہے کیونکہ حضرت رسول سے افضل اور کوئی بھترے۔ اور نہ کوئی من جمیع الوجہ مساوی ہو سکتا ہے ان بعد آنحضرت جو کچھ مرتبہ اور فضیلت ہے وہ خباب امیر بدیہ علیہم السلام کیلئے ہے جیسا کہ تفسیر صافی سورہ بقرہ ص ۱۹ میں مرقوم ہے کہ فرمایا خباب رسول خدا نے فضلتی علی جمیع الانبیاء والمسلمین و افضل لعدی لک یا علی و الاچمہ من بعدک یعنی آنحضرت سے ہر باتے ہیں کہ فضیلت دی مجھ کو خدا تعالیٰ نے جمیع انبیاء و مرسلین پر اور فضیلت میرے بعد واسطے ترے ہے یا علی اور بعد ترے واسطے مجھ کے ہے پس اس سے آنحضرت کی فضیلت جمیع انبیاء و مرسلین سے ثابت ہے اور نیز اسی ارشاد سے ثابت ہوا کہ آنحضرت اپنی اہلبیت سے ہی افضل ہیں۔ اور ہونا ہی چاہیے۔ بلکہ اہلبیت علیہم السلام کو شرف و کرامت

حاصل ہے وہ آنحضرت ہی کے یہ ہے جیسا کہ حدیث میں مذکور
باب جوامع سابقہم و قد اذہم کے ۲۱۶ میں یہ عبارت سے کہ عن
ابی جعفر ابن محمد ابن علی علیہم السلام اذہ قال ۲ یھا الناس
۲ اذہ اہلیت بنیکم شر فہم اللہ علیہم السلام یعنی جناب امام محمد باقر علیہ السلام
نے فرمایا ہے کہ وہ مردم بہ تحقیق کہ خداوند عالم نے شرف دیا تمہارے
نبی کے اہلیت کو یہ سب نبی کی زندگی کے اس حدیث معصوم سے
فضیلت آنحضرت کی اہلیت علیہم السلام پر اوضح و اصحت و ابدہ
بدہیات سے تاملو اور تدبیرو

(امیت نہ پر اورہ اہراب)

۲ تا یرو اللہ لیدھب لہم الرجب اہل البیت و لظہر کم
تظہیر یعنی تجھ اس سے نہیں ہے کہ ارادہ کرتا ہے اللہ تائید کہ
دور کرے تم سے جس کو اہل بیت نبوت اور پاک کرے تم کو جو حق
پاک کر رہے ہیں یہ آیت تظہیرنا الحسن بن علی یعنی حضرت محمد مصطفیٰ و علی
مرتضیٰ و فاطمہ زہرا و حسن مجتبیٰ و حسین سید الشہداء علیہم السلام و آلہ الطیبہ و الثقا
کی نازل ہوئی ہے اسی پر حملہ مغنیہ و علماء سے دین متین کا اتفاق ہے
جاننا چاہئے کہ آیت تظہیر میں اہلیت کو بشرف حضرت رسالت
پناہ خداوند عالم نے تباہی و تہمت سے موکد گردانا ہے اول لفظ اہل کہ لفظ
حضرت دوم لام تاکید مذہب پر سوم مفاد و اس کا کہ از باب ہے ولات
مطابق از آلہ رجب پر بالمرہ رکھنی ہے چہارم استان بہ بیت صیغہ کہ
دلالت نفی جمیع جزئیات پر رہتی ہے پنجم لفظ غلثم دلالت شدت

اتمام پیر کرنا ہے وگرنہ بجائے اس کے غنی الہییت ثابت نہ ہوتا ششم بقیران کے
 خطاب الہییت و عدم ذکر اسامی مقدسہ خمسہ نجیا تعظیما ہفتم ندابرہ وجاہت مقصود
 ششم تاکید بلفظ یطہر جو جمیع ارجاس و ادناس کی ننزلیہ پیر کرتی ہے
 نہم تاکید بر تاکید تطہیر مصدر سے جو تطہیر مفعول مطلق واقع ہے
 اس آیت عالی رایت سے ثابت ہے کہ خمسہ نجیا جمیع ارجاس و ادناس
 سے معصوم اور پاک و پاکیزہ ہیں پس یہ بزرگوار جسکی عصمت کیلئے
 نص فرمائیں وہ نہی معصوم ہیں فیا و علی ندایا اب امام زین العابدین
 علیہ السلام سے تا جناب صاحب الامر علیہ السلام آئمہ معصومہ ہیں
 آنحضرت اور جناب فاطمہ الزہرا اور ائمہ اثنا عشر علیہم السلام سب کی
 سب معصومیت میں مساوی ہیں لہٰذا کیونکہ جیسی عصمت بنی کیلئے
 شرطی الہی کی محقق نہ ہے کہ آیہ تطہیر میں جو لفظ جس سے معنی اوس کا
 لغت میں پلیدی و عقوبت و شتم ہے اور تفسیر میں مراد اوس سے
 ناپاکی باطنی ہے کہ وہ معاصی صغیرہ و کبیرہ ہیں جیساکہ تفسیر عمدة
 البیان میں لکھا ہے اور تفسیر لیسر کریم میں مرکوم کہ لیجائے تیسے ناپاکی
 کو یعنی دود کرے تم کبیر سے گناہوں کو اور تفسیر نیشاپوری میں لکھا
 ہے کہ بیان استعارہ کیا ہے واسطے گناہوں کے ناپاکی کو اھ
 واسطے تقویٰ کے تطہیر کو اور مجمل جو کتاب لغت ہے اوس میں لکھا
 ہے کہ تطہیر کے معنی پاک کرنا ہے سرگناہ سے اور بدی سے
 اور راعب اضعفانی نے لکھا ہے کہ تطہیر جسمانی میں اور اخلاق اور
 افعال سب میں سبھی جاتی ہے = یہ معنی جس و طہارت کی جو مذکور

ہوئی اذروئے لغت کو اصطلاح و تقاسیم مفسرین کی تھی نہ فرضی
 مثل اوس کے کہ جبل و عجز اقسامِ رحمن سے ہی حق ثواب کے لئے
 ان سے دور کیا اور علم و قدرت اقسامِ طہارت سے ہے اور ان کو
 عطا فرمایا حالانکہ رحمن کا معنی نہ جبل و عجز ہے اور نہ طہارت کا معنی
 علم و قدرت ہے پس رحمن و طہارت کے اس فرضی معنی سے
 یہ خیال نہ کیا جائے کہ ذواتِ مقدسہ یحییٰ یا علیہم السلام میں
 نداشتگی کسی چیز کی ہر چیز دیکھ کر نبوت و رسالت ہو قطرة و تخلیق
 و ملکوتی نہیں ہے پس یہ دلیل مساوات مستلزم مراتب اربعہ ولایت
 و امامت و نبوت و رسالت ہے ورنہ مساوات ساتھ آنحضرت کے
 بے معنی ہے البتہ خیال کرنا چاہئے کہ معصوم وہی ہے
 حسین ناو اشتگی کسی چیز کی قطرة و تخلیق و ملکوتی نہو نظر بین لازم
 آتا ہے کہ جمیع ملائکہ و انبیاء و اوصیاء علیہم السلام کی یہی مراتب اربعہ
 نبوت و رسالت و نبوت و امامت حاصل ہوں کیونکہ وہ معصوم ہیں
 اور آنحضرت سے اس صفت عصمت میں مساوی ہیں اگر ملائکہ اور دیگر انبیاء
 و اوصیاء میں مراتب اربعہ مذکور نہ ہوں تو ان میں عصمت متحقق نہ ہوگی
 حالانکہ ان میں اذروئے اولیٰ و غیرہ عصمت متحقق ہے اور نہ جبل
 و عجز کو اقسامِ رحمن سے اور علم و قدرت کو اقسامِ طہارت سے خیال
 کرنا یہ ثابت ہوتا ہے کہ ملائکہ اور انبیاء و اوصیاء معصوم نہیں ہیں
 کیونکہ تبارہ معنی نہ کو یہ کہ معصوم تو وہی ہے کہ حسین ناو اشتگی
 کسی چیز کی ملکوتی و تخلیق و قطرة نہو اور یہ امر کتب اولیٰ سے
 ثابت ہے کہ ملائکہ نہو نور مقدس محمدی سے تعلیم شیخ جناب اقدس

الہی مانی ہے اس سے معلوم ہوا کہ ملائکہ فطرۃ و تخلیقاً و تکویناً عالم نہ تھے
 جب ممکنو نیا عالم نہ تھے پس جبل لازم آیا اور جبل و عجز اقسام جس سے
 خیال کیا گیا ہے فلہذا ملائکہ معصوم نہ ہوئے فضلا علیہ قرآن مجید
 میں خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے و علم آدم الالہام و کلہا تم علیہم
 علی الملک فقال افسونی باسماء وھو لا و انکم صادقین
 قالو سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم
 یعنی اقتضا دم کو سب اسماء رکھا ہے پھر اون کو فرشتوں کے روبرو
 پیش کر کے کہا کہ ان اشیاء کے نام بتلاؤ اگر تم سچے ہو وہ بولے
 تری ذات پاک ہے ہمیں کو یہ علم نہیں ہے مگر حقا کہ تو نے ہمیں سکھایا
 اس سے صاف ملائکہ کا جبل و عجز ظاہر ہوتا ہے اور جبل و عجز بنا بر
 تبادرت و ہر قسم سے ہے پھر کہاں ملائکہ جس سے پاک ہوئے اور
 کیونکہ معصوم ہوئے۔ حالانکہ ملائکہ معصوم ہیں قطعاً انبیاء و صلحاء کی عصمت
 میں بھی کامیاب ہوتا ہے کیونکہ تخلیقاً معصوم وہی سمجھا گیا ہے کہ جبین ہی
 چیز کی نادانستی تخلیقاً و غیرہ نہو پس یہاں کفلق الحج روشن ہے
 کہ جو علم جناب محمد و آل محمد کو عطا ہوا وہ اور انبیاء و اولیاء کو نہیں
 عطا ہوا چنانچہ کتاب عین الحیات مطبوعہ نو لکھنور ص ۹۲ سنہ ۱۳۱۰ میں علامہ
 مجلسی تحریر فرماتے ہیں جسکی یہ عبارت ہے السیف تبارک و تعالیٰ
 کہ حضرت صادق فرمود اگر من در میان سو سی و خفتر مینو دم ایشان
 را جز میدادم کہ از سر دو دانایترم و علی چند ایشان میگفتم کہ ایشان
 جزنداشتند زیرا کہ ایشان علم گذشتہ را میدانستند و علم آئندہ را
 نمیدانستند و ما میدانیم علم گذشتہ و آئندہ را ندانند و ذی قیامت و از

تائید ثابث رسیدہ است یعنی سیف تبار سے مروی ہے کہ فرمایا حضرت خدا
نے کہ اگر میں درمیان موسیٰ و خضر کے ہوتا تو اذن کو خبر دیتا اس لئے
کہ دونوں سے میں دانائے ہوں اور خضر علم او کو کہتا وہ خبر نہیں کہتے
ہیں وہ علم گزشتہ کو جانتے تھے اور علم آئندہ کو نہیں جانتے تھے
اور ہم علم گزشتہ و آئندہ کو جانتے ہیں تار و ز قیامت اور پیغمبر سے
ہم کو میراث یہی ہے اس حدیث سے حضرت موسیٰ و خضر کی
نادانستگی علم آئندہ سے مثل آفتاب روشن ہوتی ہے جب
نادانستگی ثابت ہوئی تو پھر موسیٰ وغیرہ کا معصوم ہونا کیسا کیونکہ معصوم
تو وہی ہے جس میں کسی چیز کی نادانستگی فطرۃ و تکویناً و تخلیقاً ہو
اور نیز کتاب مذکور صفحہ مذکور کی سلا میں علامہ مجلسی تحریر کرتے ہیں
کہ حضرت صادق سے مجلسی بسند روایت کی ہے کہ جبکہ جبرائیل
کہ خدا نے حضرت عیسیٰ کو دو اسم اعظم تعلیم فرمائے ہیں اور حضرت
موسیٰ کو چار اور حضرت کو ابراہیم کو اسمہ اور حضرت نوح کو پندرہ اور حضرت
آدم کو پچیس اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سبکی
تعلیم فرمائی ہے بدرستیکہ اسماء اعظم الہی تین ہیں البتہ آنحضرت کو
تعلیم فرمائی ہے اور ایک اسم اعظم کسی کو نہیں تعلیم فرمایا اس ایک
اسم اعظم کے عالم خود پیغمبر ختم ہوا اور ائمہ ہدیہ علیہم السلام ہی نہیں
ہیں اس حدیث صادق سے منقول حضرت محمد مصطفیٰ کے اور انبیاء
کا غیر عالم ہونا اور نادانستگی او کی صاف طور سے ثابت ہوئی پھر
کہ ان معاذ اللہ انبیاء میں سے ایک ہو کیونکہ معنی رحمت تو وہی ہے کہ

جسمین نادانستگی کسی چیز کی تکیا و تخلیقاً و فطرۃ نہو قیام علی ہذا انبیا کے مذکور
غیر معصوم ہوئے اور بہتر اسماء اعظم سے اکثر اسماء اعظم خداوند عالم جناب محمد وال
محمد علیہ السلام کو تعلیم فرمائے اور ایک اسم اعظم کسی کو تعلیم نہیں سوا ایں اس ایک
اعظم سے جناب محمد وال محمد ہی غیر عالم ہوئے جب غیر عالم ہوئے تو نادانستگی
اوس سے حرجہ ثابت ہوئی پس نظر کرتے اوس معنی جس کے جسکو ہمارے ذہن
ناقص سے اختراع کیا تھا عصمت جناب محمد وال محمد علیہم السلام میں معاذ اللہ
کیسا رخنہ عظیم پڑ گیا حالانکہ ملائکہ اور جمیع انبیاء معصوم ہیں اور جناب محمد
وال محمد علیہم السلام کو خداوند عالم نے ایسا پاک و پاکیزہ فرمایا جو حق تھا جسے قبول
مطلق ظہر ادا ہے مگر افسوس ہمارے عقل سلیم و فہم مستقیم نے جس طرح ہمارے
میں تلافی تفاسیر و احادیث معنی پیدا کر کے ملائکہ اور جمیع انبیاء و اوصیا و جناب
محمد وال محمد علیہم السلام کو غیر معصوم ثابت کر دیا لغویاً اللہ من اولک المعنی
ومن ذلک الاعلک فاد :

اور نیز اس مقام میں یہ خیال کیا جاتا ہے علامہ علی نے کتاب باب حادی
عشرین اذہ مساوی للنبی لکھا ہے اس سے مقصود علامہ کا مساوات
مراتب اربعہ میں ہے یہ خیال بھی درست نہیں کیونکہ عدم نبوت و رسالت
مستلزم عدم مساوات بعض صفات کی نہیں ہے مثل عصمت و دیگر شرائط
امام جوشل شرائط نبوت ہیں و اسی لحاظ سے علامہ موصوف نے اذہ مساوی
للنبی جناب امیر کے باب میں فرمایا ہے چنانچہ اسی جملہ کے مطربا الامین تحریر
فرماتے ہیں اذہ افضل الناس بعد رسول اللہ یعنی جناب امیر افضل
ہیں جمیع الناس بعد رسول کے اور مساوات کو بدلیل آپہ مسابا لہ
الفتنا ثابت ہے اور نفس رسول ہو نیکی باب میں فرماتے ہیں لکھ

۱۲۔ لیس المراد به ان نفسه لبطان ۱۲ اتحاد فیکون المراد ان
 مثله ومساویہ یعنی مراد نفس سے عین نفس رسول نہیں واسطے مابل
 ہونے اتحاد کے اتحاد یعنی دو شخصے کا ایک ہو جانا لیس مراد نفس سے مثل
 نبی ۲ اور مساوی نبی کے ہو جانا ہے یعنی جیسے نبی معصوم اور پاک ہیں
 ویسے ہی جناب امیر معصوم ہیں اور دیگر شرائط امامت میں مثل نبی ہیں
 اور ان شرائط میں مساوی نبی ہیں اگر جناب علامہ حلی کا مقصود مساوی
 لنبی لینے سے اجتماع نبوت و رسالت و ولایت و امامت سوائے اپنی
 کتاب باب حادی عشر مطبوعہ نول کشور میں اسی جگہ کے پانچ ورق قبل صفحہ
 ست فصل خامس فی النوة میں یہ کیوں تحریر فرماتے الیٰ ہوا ۱۲
 لسان آخر عن ۱۲ اللہ تعالیٰ بغیر واسطۃ ۲ احیٰ بن البشر یعنی
 نبی وہ انسان ہے جو خدینو الہ سے منجانب خدا تعالیٰ بغیر واسطہ شہر کے
 اگر مقصود علامہ کا مساوی لنبی سے مراتب اربعہ مذکورہ متواتر تعریف نبی سے
 جو مذکور ہوئی خود علامہ کے قول کی تردید لازم آتی ہے اور فاضل مقدار
 شارح باب حادی عشر نے جو یہ فرمایا ہے کہ ۱۲ ان التعریف منطبق علی البتہ
 یعنی تعریف امامت منطبق ہوتی ہے تعریف نبوت پر یہ تعریف امامت تعریف
 نبوت پر منطبق ہونے سے یہ خیال نہ کیا جائے کہ ائمہ مدی علیہم السلام
 انبیاء و رسل ہیں۔ اگر شارح موصوف کا یہی یہی مقصود متواتر کیونکر ہوگا
 یہی اپنے قول کی تردید اب بھی فرماتے جیسا کہ کتاب باب حادی عشر
 صفحہ ۳۳ فصل خامس فی الامت میں ماثن نے جو امامت کی یہ تعریف
 کی ہے الامامة ریاسة عامة فی امور الدین والدنیا الشخص
 من ۱۲ اشخاص نیابة عن النبی اسکی شرح میں فاضل مقدار

رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں اقول مذمت وھو بحث ۱۲ الامت من توابع النبوة وفضو عھا الامامة ریاسة عامة فھا امور الدین والناس خباب فاضل موصوف کی اس شرح سے کفلق الصبح روشن ہے کہ بحث ۱۲ توابع نبوت اور فروغ نبوت سے ہی اور نبوت اصل ہے اور امت اسکی فرع ہے اور نبوت مبتوع اور امت تابع ہے پس جو فرق اصل و فرع اور تابع و مبتوع میں ہے ارباب بصیرت پر خوب روشن ہے اور نیز شارح موصوف ماتن ممدوح کے قول اول کی شرح ایسی نفرتا ہے جو کتاب بابادی عشرہ ۲۹ سے تعریف نبوت میں کی ہے وہ یہ ہے۔

ابن بابہ انسان الخمر عن اللہ تعالیٰ لعیو واسطة احد من البشر شارح فرماتے ہیں فقید الانسان یخرج ائلك ولقید الخمر عن اللہ تعالیٰ یخرج الخمر عن غیرہ ولقید عدم واسطة بشر یخرج الامام والعالم فانھا الخمران عن اللہ تعالیٰ بواسطة ابی یعنی خباب فاضل مقدار فرماتے ہیں کہ قید انسان سے ملک خارج ہوتا ہے اور قید خمر عن اللہ تعالیٰ سے خمر عن غیرہ خارج ہوتا ہے اور قید غیر واسطة احد من البشر سے امام اور عالم خارج ہوتے ہیں بدستیکہ وہ دونوں خمر عن اللہ تعالیٰ بواسطہ نبی ہیں مخفی نہ ہے کہ جو بزرگوار ایسی شرح فرمائے اسکا مقصود ان التعریف ینطبق علی النبوت کہنے سے امام کو نبی جاننے کا کیونکر ہو سکتا ہے ہاں مطلب شارح کا یہ ہے کہ نبوت بھی ریاست عامہ ہے امور دین اور دنیا میں پس یہ تعریف امت بے شبہ تعریف نبوت پر منطبق ہوتی ہے اور اسی تعریف امت کی رو سے شارح فاضل نے فرمایا ہے کہ نبوت نیز امت ہے بقولہ

تعالیٰ الی جانعلک للناس اماماً و نیز اسطرح تفسیر ملاحظہ فرمائیے اللہ علیہ الرحمہ میں
مرقوم ہے نہ یہ کہ آیہ مذکورہ لفظ امام سے بنوت مراد ہے ان تمام بیانات
خواب علامہ حلی و خواب فاضل مقداد رحمہما اللہ سے مثل آفتاب نصف
النہار روشن ہوتا ہے کہ خواب ایتمہ ہدیٰ علیہم السلام نہ انبیاء میں نہ
رسل و انہو و احفظوا ۲ =

(آیت نمبر ۱۱ سورہ مادہ)

اتما و لیکم اللہ و رسولہ و الذین آمنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ و یؤ
توت الزکوٰۃ و ہم ذاکون یعنی بجز اسکے نہیں ہے کہ ولی تمہارا اللہ ہے
اور اس کا رسول ہے اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں ایسے لوگ کہ جو نماز
کو قائم رکھتے ہیں اور زکوٰۃ کو دیتے ہیں حالت رکوع میں یہ آیت عالی
رایت اصل عقیدہ دین خدا کی تعلیم دیتی ہے وہ یہ کہ تمہارے ولی یا عالم
یا امیر جس کے حکم کی تعمیل تم پر واجب ہے اور وہ عالم یا ولی اور امیر
تین ہیں اس آیت کریمہ میں جو لفظ ولی ہے مفسرین نے اس کے کئی معانی
بیان کئے ہیں مثل محب و ناصر و ولی بالتعرف کے مگر مقتضائے لفظ انما
یہاں معنی ولی کا اولی بالتعرف ہے اور اسی معنی سے باقی گیارہ امسوں
کو بھی ولایت کے بعد دیگرے حاصل ہے آیت کریمہ سے بحسب ظاہر معلوم
ہوتا ہے کہ جیسا اللہ جل ذکرہ اولی بالتعرف ہے اسطرح خواب رسالت
اور خواب امیر علیہ السلام ملا فرق اولی بالتعرف میں مگر منتظر تحقق دیکھا
جائے تو ان پر سہ ولایتوں میں فرق بتین ثابت ہوتا ہے اس لئے
کہ خدا تعالیٰ بالذات اولی بالتعرف ہے اور آنحضرت بالتبع اور اسطرح

آنحضرت اور جناب امیر کے اولی بالتصرف معین ہیں فریق ہے آنحضرت حاکم
اور متنوع اور جناب امیر محکوم و تابع ہیں بنا — امیر کی متابعت پر سورہ
یوسف کی یہ آیت قرآنی ناطق ہے یہ آیت قل یداسبیلی ادعوا الی اللہ
علی بصیرۃ آفا ومن اتبعنی یعنہ کبدے اے رسول کہ یہ ہمارا راستہ
ہے کہ جسیرین خدا کے طرف بلاتا ہوں اور میں اور میری متابعت کرنیوالا بصیرت
اور روشنی پر قائم ہے اور ظاہر ہے کہ جناب امیر سے زیادہ کسی نے رسول
کی اطاعت اور پیروی نہیں کی۔ چنانچہ جناب امام محمد تقی علیہ السلام فرماتے
ہیں قسم خدا کی نہیں متابعت کی رسول کی مگر علیؑ نے مگر اس وقت سن اور
جناب کا نو سال کا تھا اور نیز یہ آیت سورہ انفال کی جناب امیر کی متابعت
پر دلالت کرتی ہے یا ایہا الہی حسبک اللہ ومن اتبعک من المؤمنین
یعنی اے رسول کافی ہے تجھ کو خدا اور مومنین میں سے وہ شخص جو تیرا شیخ
ہے جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے آباے طاہرین سے تفسیر
میں اسکی فرمایا کہ یہ آیت شان جناب امیر علیہ السلام میں نازل ہوئی پس
ان آیات کرمیہ سے ثابت ہوا کہ جناب امیر محکوم اور تابع آنحضرت ہیں پس
جو فرق درمیان حاکم و محکوم و تابع و متنوع ہے وہ ارباب دانش و بینش پر
کالشمس فی النہار روشن ہے اور نیز یہ خیال نہ کیا جائے کہ یہ صفت
اولی بالتصرفی مخصوص خدا ہے اور اس صفت کو خدا تعالیٰ نے مخصوص
نبی فرمایا اور اسی صفت کو واسطے حضرت علیؑ کے ذکر فرمایا ہے پس
کوئی فرق نبی و علیؑ میں نہیں ہے بموجب اس خیال کے کہ حضرت علیؑ
نبیؐ کی اس صفت مخصوصہ سے جو مخصوص خدا ہے متصف ہوئی ہے
نبیؐ میں بھی نبیؐ کو بھی معاد اللہ نقل کفر کفر نہ باشد خدا کی اس صفت خاص

میں شریک ہونے سے ہم کیا خیال کریں اگے مقام شرک ہے ارباب عقول متوجہ
اس شکل کا نکال سکتے ہیں اور اسی قبیل سے سورہ نسا میں آیا ہے **مَنْ يَطِيعِ
الرَّسُولَ فَقَدْ اطاعَ اللَّهَ** ہے اور نیز دوسرے مقام میں ارشاد ہوتا ہے
مَنْ اطاعَ الرَّسُولَ فَقَدْ اطاعَ اللَّهَ یعنی جو شخص اطاعت کرے رسول کی
بدستیکہ اوس نے اطاعت کی اللہ کی اس آیت کریمہ میں اطاعت رسول و
اطاعت خدا دونوں مساوی ہیں پس اس مساوات سے کیا حضرت رسول
کو ہم اور کچھ خیال کر سکتے ہیں **استغفر الله نعوذ بالله**

حی طرح آیت مجیدہ مذکورہ فضیلت و وصایت و امامت

خیاب امیر علیہ السلام پر دلالت کرتی ہے اس طرح یہ حدیث بھی فضیلت و
امامت پر اس خیاب کے دلالت کرتی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا **علی خیر البشر**
من اٰلی فقد کفر - یعنی علی بہترین بشر ہے جسے انکار کیا بدستیکہ وہ
کافر ہوا اس سے یہ خیال نہ کریں کہ حضرت رسول ہادی مالتقریب ہیں اور
بہترین بشر ہیں اور علی بھی سوا حق حدیث مذکور بہترین بشر ہیں پس حضرت
علی ہی رسول ہیں اگرچہ بہترین بشر ہونے حضرت علی کے ہم حضرت علی کو رسول
خیال کریں تو یہ خیال درست نہ ہوگا اس لئے کہ جتنے اوصیاء ہیں او ملو مثل
انبیاء تمام امت سے بہتر ہی ہونا چاہئے یہ ضرور نہیں کہ جو امام امت سے
بھتر ہو تو وہ رسول ہی ہو کیا وصی رسول اور امام کو بھتر ہونا نہ یا ہے ضرور
چاہئے کیونکہ من جملۃ اہل امامت کے یہ بھی ہے کہ امام افضل ہو تمام
امت سے ورنہ ترجیح بلامرتیح اور تفصیل مفضل لازم آئیگی اور یہ
عند العقل جابر نہیں نہ مسموؤا حفظوا =

شب ہجرت آنحضرت کے فرش خواب پر آرام فرماتے ہیں و اقامہ شب ہجرت اس پر حجت ساطع و برہان قاطع ہے =

جاننا چاہئے کہ خواب امیر منظر کمال صفات الہیہ میں اور بعد حضرت اولی بالتعرف ہیں اس سے ہم یہ نہ سمجھیں کہ ایسے شخص کو رسول کہتے ہیں اور حضرت بھی رسول ہیں کیونکہ اگر ایسا ہی ہو تو لازم آتا ہے کہ جتنے رسول گذرے ہیں سب کو وہی ولایت حاصل ہو اور نیز حدیث میں کثرت مولاہ سے یہ خیال کرنا بھی صحیح نہیں کہ علت مولائیت حضرت محمد کی نبی ہونا ہے اور معلولیت اوست کی اولی بالتعرف ہونا ہے اس لئے کہ علت مولائیت آنحضرت کی اگر نبی ہونا ہے تو پس تمام انبیاء کو وہی ولایت جو آیہ انما ولیکم اللہ الخ میں مذکور ہے حاصل ہوگی اور یہ صفت ولایت مختص بذات مقدس خواب اقدس الہی و مختص بذات مبارک خواب رسالتا و خواب امیر المومنین علیہما السلام نہ ہوگی بلکہ مشترک تمام افراد انبیاء میں ہوگی حالانکہ یہ صفت ولایت مختص بذات مقدس خواب اقدس الہی و مختص بذات خواب ختمی مرتبہ و شاہ ولایت قبل اس کے ثابت کی گئی ہے و افہموا حفظوا =

(آیت نمبر ۱ سورہ اخواب)

قُلْ لَا سَلَامَ عَلَیْہِ اِجْوَاۃُ الْاَلْمُودَةِ فِی الْقُرْبٰی یَعْنِی کہ تواسے محمد است کو کہ نہیں سوال کرتا ہوں میں تم سے اوپر پہچانے احکام خدا کے ضروری و مگر طلب کرتا ہوں میں دوستی کو قریبوں میں اپنے جملہ مفسرین لکھتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ قریب آپ کی کون ہیں جنکی دوستی ہم پر واجب ہے فرمایا وہ علی و فاطمہ و حسن

وحسین علیہ السلام ہیں اس مقام میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ آل محمد و آل
 وحدت باطنی مساوات ظاہری یعنی ولایت و امامت کے سوا نبوت و رسالت
 بھی رکھتے ہیں علاوہ برین اگر قرنی غیر پیغمبر موتے تو ان سے بھی سوال
 مودت بعوض اجرت تبلیغ رسالت ہوتا اور یہ کوئی معنی نہیں کہ پیغمبر خدمت
 تبلیغ رسالت کرے اور امت سے اجرت لےوے اور قرنی سے اجرت نہ لےوے
 حالانکہ تبلیغ رسالت قرنی اور امت ہر دو کو سوائے ایسے مامور ہونا حضرت
 محمد کا بسوال اجرت امت سے اور مامور ہونا آنحضرت کا بسوال اجرت قرنی
 سے دلیل وحدت محمد و آل محمد ہے ایسے قرنی بسبب وحدت باطنیہ اور حقیقت
 محمدیہ میں داخل ہونے سے ثابت ہوتا ہے کہ آل محمد رسول میں اس خیال کو منظر
 تعمق و تمیز میں تو معلوم ہوتا ہے کہ وحدت باطنی مستلزم مساوات ظاہری
 نہیں اگر مستلزم ہو تو لازم آتا ہے کہ کل اولاد جناب امیر المومنین مثل جناب
 عباس و غیرہ اور نیز جناب امام حسین مثل جناب قاسم و غیرہ اور نیز تمام اولاد جناب
 جناب امام حسین مثل جناب علی و غیرہ علیہم السلام سب کے سب امام و معصوم
 و انبیاء و رسل ہو جائیں بلکہ جملہ سادات اس لئے کہ سب کو آنحضرت سے وحدت
 باطنی حاصل ہے بلکہ جملہ شیعہ امام و معصوم اور نبی و رسول ہوں کیونکہ جناب
 امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ شیعۃنا خلقتنا فاضل طیننا و حجو
 من نور و لا یقینا یعنی شیعہ ہمارے پیدا کئے گئے ہیں لقیہ طینت سے
 ہماری اور خمیر کئے گئے ہیں وہ نور ولایت سے ہمارے اور یہ حدیث محمدیہ
 بلا مدین مشہور و معروف اور زبان زدمومنین و ذاکرین ہے ایسے بنابر
 اس حدیث کے تمام محبوبو جناب ائمہ مدی سے مساوات ہے ائمہ
 مدی کو آنحضرت سے مساوات باطنی و ظاہری ہے ایسے بنابر اس حدیث

کہ تمام مجھوں کو آنحضرت سے مساوات حاصل ہے فلہذا نبیاً بر خیال مذکور کے
 لازم آتا ہے کہ سب محب معاذ اللہ انبیاء و رسل ہوں = اور اس خیال کے نسبت
 قرنی اگر غیر پیغمبر ہوتے تو آنحضرت ان سے بھی سوال مودت فرماتے
 کیا معنی ہے کہ امت سے اجرت لیوے اگر قرنی سے اجرت نہ لیوے
 حالانکہ تبلیغ رسالت ہر دو کو ہوئی ہے یہاں یہ بات بھی سمجھنی چاہئے کہ جب
 قرنی کو بھی تبلیغ رسالت ہوئی ہے تو اس بیان سے ظاہر ہے کہ قرنی
 یہی امت میں داخل ہیں = عقلاً اس بات کو خوب جانتے ہیں کہ آنحضرت
 قرنی سے سوال مودت کیوں فرماتے اس لئے کہ آیہ کریمہ مذکورہ کھے
 نازل ہونے سے یہی غرض ظاہر ہوتی ہے کہ شرف و اعزاز و اختصاص آل
 محمد کا امت پر مثل آفتاب روشن ہو جائے = لا غیر جب ایسا ہو تو یہ آنحضرت
 کا آل محمد سے سوال مودت کرنا ہی معنی ہے رہا یہ امر کہ سیزدہ معصومین
 علیہم السلام من جمیع الوجوہ حتی نبوت و رسالت میں نسب و وحدت باطنی
 اگر آنحضرت سے مساوات نہیں رکھتے ہیں تو اجرت تبلیغ رسالت چاہی
 کہ خود حضرت محمد کو دیا جائے اس واسطے کہ جو شخص خدمت کرتا ہے اجرت
 اس کا مال ہے پس محبت قرنی کو مقابل میں خدمت تبلیغ رسالت کے
 اجرت قرار دینا بیچ و بے من الوجوہ موافق عدل نہیں اس خیال کو اگر ہم
 نظر غائر سے دیکھیں تو بداحۃ معلوم ہوتا ہے کہ وحدت باطنی من جمیع
 جمیع الوجوہ ہرگز لازم مساوات ظاہری نہیں چنانچہ جمیع ملائکہ باعتبار خلقت
 و حقیقت باہدیکر وحدت باطنی رکھتے ہیں مگر مراتب و مناصب میں تفاوت
 ہیں رکھتے ہیں جیسے حضرت جبریل و میکائیل و اسرافیل و میکائیل علیہم
 السلام جو مراتب و تعرب درگاہ خباب اقدس الہی میں رکھتے ہیں وہ
 اور ملائکہ نہیں رکھتے ہیں علی بداحل انبیاء و رسل باعتبار خلقت و حقیقت

وحدت باطنی رکھتے ہیں مگر مراتب و مناصب میں متفاوت خباب ابراہیم و
 موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام کہ یہ سب پیغمبران الوالعزم ہیں اور دیگر انبیاء الوالعزم
 نہیں اسی قسم کی بہت سی نظیریں مل سکتی ہیں پس خباب ائیمہ ہدیٰ
 علیہم السلام میں نبوت و رسالت نہونے وحدت باطنی جو آنحضرت
 سے خباب ائیمہ ہدیٰ کو ہے باطل نہیں ہوتی جیسا کہ ملائکہ و انبیاء کی مثال میں
 ثابت ہوا الحاکم اجرت تبلیغ رسالت جو محبت قرنی ہے وہ حقیقت میں
 محبت حضرت محمد مصطفیٰ ہے کیونکہ قرنی یعنی حضرت علی و فاطمہ و حسن
 و حسین علیہم السلام حضرت محمد کے جگر کے ٹکڑے ہیں اور بمنزل روح و
 جان ہیں جیسا کہ بمقاد القنا و انبا کنا و فاطمہ بصفۃ منی سے ظاہر ہے
 پس اس صورت میں قرنی کو اجرت تبلیغ رسالت دینا حقیقت میں حضرت
 محمد کو اجرت دینا ہے محبت قرنی حقیقۃً محبت رسول ہے فبناء علیہ
 اجرت تبلیغ رسالت محبت قرنی کو قرار دینا موافق عدل ہے نہ مخالف عدل
 قطع نظر اس کے کیا شخص جبر کی اجرت کو اس کی اولاد صرف نہیں کہہ سکتی
 اور کیا اس کی اجرت میں اولاد شرعاً و عرفاً تعریف کر نیسے منع کیجاتی ہے
 ہرگز ایسا نہیں بلکہ وہ شخص جبر اپنی ہی اولاد کی خاطر سے محنت و مزدوری
 کرتا ہے علاوہ برین غور کرنا چاہئے کہ جیسی محبت خلاق عالم کی واجب ہے
 اور جیسا حق خلاق عالم کا مخلوق پر ہے ایسا کسی کامنہیں ہے اور نہ اہمیت
 کیسی واجب ہے بلکہ حمد انبیاء و اوصیاء اور خباب محمد و آل محمد سے بھی
 اسی سبب سے محبت رکھنی لازم ہے کہ یہ بزرگوار ہمارے معبود حقیقی کی
 جہت میں ہیں اور واسطہ ہیں درمیان خالق و مخلوق کے پس موافق خیال مذکور
 کے کہ جو خدمت کوے اجرت اس کا مال ہے فبناء علی ہذا خداوند عالم نے
 اپنی محبت کو حضرت رسول کی اتباع پر کیوں موقوف رکھی جیسا کہ ارشاد

قل انکم = محبون اللہ فالتبعونی بحکم اللہ یعنی کہ تو
 محمد اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میں میری پیروی کرو تا اللہ تمکو
 دوست رکھے اس سے صاف ظاہر ہے کہ اتباع رسول عین محبت خداوند
 عالم ہے حالانکہ درمیان آنحضرت اور خدا تعالیٰ کے معاذ اللہ کوئی فراق
 نہیں محض نظر اغراض و اختصاص آنحضرت حق تعالیٰ نے اپنی محبت کو اتباع
 آنحضرت رسول قرار دی پس اگر آنحضرت کی اجرت تبلیغ رسالت محبت قربی
 ہو اقرب قرابت داران رسول ہیں قرار دینے سے کیا نقص لازم آتا ہے
 اور اسکو کیا ضرور ہے کہ قرابت ہی نبوت و رسالت رکھیں علاوہ برین
 خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے واعلموا انما فاقمہ تم من شئ فان اللہ
 خمسہ وللرسول ولذی القربی والیماہمی والمسلکین وابن السبیل
 یعنی خوب جانو کہ جو کچھ تمہیں مال غنیمت حاصل ہوا ہے تو اس کا پانچواں
 حصہ خدا و رسول و صاحبان قرابت یتیموں و مسکینوں اور مسافروں کے لئے
 ہے مخفی نہ ہے کہ جن لوگوں کو حکم یہ تظہیر سر فرماست پر روشن بزرگی اور
 فضیلت عطا کی تھی اور اس بزرگی کو قائم رکھنے کیلئے صدقات اور
 خیرات لینا اور ہر حرام فرمایا تھا وہیں مال خمس میں حصہ دار فرمایا -
 رہے یتیم و مسکین و مسافر وہ بھی انہیں بزرگواروں کے متوسطین یعنی
 بنی ہاشم میں خلیہ دوسرے اس میں حصہ ارشاد نہیں ہے یہ آیہ کریمہ
 کمال شرافت و عظمت خباب محمد و آل محمد علیہم السلام پر دلالت کرتی ہے
 مگر اس آیہ مجیدہ میں جو یکساں ضرور ہے کہ آنحضرت اپنے اور اپنی اولیت
 وغیرہ کے حصہ کے مالک تو تھے ہی مگر مالک حقیقی خداوند عالم کے حصہ کا
 کون مالک ہے چنانچہ امام رضا علیہ السلام سے پہونچا کہ خمس میں خدا

حصہ کا مالک کون ہے فرمایا پیغمبر اور ان کے بعد امام ہے اس ایک قریہ و اعلوۃ
 الہ کو نظر تفتق سے دیکھنا چاہئے اس لئے کہ آیہ مودت میں اجرت تبلیغ رسالت محبت
 قرنی قرار داد ہو نیسے خیال ہوتا تھا کہ آل محمد سوا ولایت و امامت کی نبوت و رسالت
 بھی رکھتے ہیں بوجہ وحدت باطنی و مساوات ظاہری من جمیع الوجوہ رکھنے آنحضرت
 سے اس واسطے کہ خدمت تبلیغ رسالت تو حضرت محمد کریم اور اجرت قرنی لیون
 یہ خلافت عدالت اس مقام میں بہ ادنی فکر ظاہر ہوتا کہ قرنی یعنی علی و فاطمہ و حسن
 و حسین و دیگر بیہ تشعہ علیہم السلام بوجہ قربت قریہ و بوجہ اتحاد نورانی و اختصاص
 روحانی و بسبب وحدت باطنی جو کہی ہر طرح سے پیغمبر کے حصہ کے حقدار اور مالک
 ہو سکتے ہیں جیسے کہ اجرت تبلیغ رسالت لینے میں سوئی مگر خمس میں خدا کے
 حصہ کے مالک پیغمبر اور ائمہ ہدی کس وجہ سے ہوئے آیا معاذ اللہ خدا و رسول و ائمہ
 میں کوئی اتحاد یا یوئی قربت یا مساوات ہی اور تیسرا حصہ خداوند عالم کے مالک
 ہو نیسے حضرت رسول اور حضرت ائمہ ہدی کیا معاذ اللہ نقل کفر کفر ظاہر شد شرک
 خدا ہو سکتے ہیں ہرگز کوئی مسلمان موصوفہ نہیں کہہ سکتا جان ملک نہ نظر اغراز و
 اکرام و اختصاص اپنے رسول اور اوصیاء سے رسول کے خدا تعالیٰ نے خمس
 میں اپنے حصہ کا ان بزرگواروں کو مالک اور حقدار مقرر فرمایا پس یہاں
 خداوند عالم نے بنظر اغراز و اکرام و اختصاص و اظہار شرافت و تہذیبی اجرت
 تبلیغ رسالت حضرت محمد مصطفیٰ کی وجہ سے قرنی (آل محمد) مقرر فرمائی۔ ہر چیز
 خدمت تبلیغ رسالت آنحضرت کی ہی مکرامت پر واجب ہے کہ اجرت اسکی
 آل محمد کو دے کیونکہ آل محمد اجرت رسالت دینا عین آنحضرت کو دینا ہے
 اور لینا آل محمد کا اس اجرت کو عین لینا حضرت محمد کا ہے جیسا کہ خمس من خدا
 کا حصہ پیغمبر یا ائمہ کو دینا عین خداوند عالم کو دینا ہے اجرت تبلیغ رسالت

لینے ایمہ بدی انبیاء و رسل نہیں ہوگا اور ایسا ہی حصہ خدا کے لینے حق
حضرت رسول یا ایمہ بدی معاذ اللہ خدا نہیں ہوگا ہے۔ تعوذ یا اللہ
من شر اور النفس و وساوسہما و لتستغفر من خدا یہا
فتدبروا ولا تغفلوا و افہموا و حفظوا :

(آیت نمبر ۱۵)

و اذ اخذ اللہ ميثاق النبی لا آتیناکم من کتاب و حکمة ثم جاء
مراسل مصدق لما علم لکونتمن بة و لتضربنہ الخ لینے جب
اللہ نے عہد نبیوں سے اللہ جو کچھ دون میں تمکو کتاب اور حکمت سے اور
آئیکامتہا رے پاس پیغمبر بھی کرنا والا اوس چیز کا کہ تمہارے پاس ہے
البتہ ایمان لاؤ ساتھ اوس کے اور البتہ مدد کرو اوسکی یہ آیت کریمہ آنحضرت
اور جناب امیر المومنین علیہما السلام کی شان و طالت پر رکھتے کرتی ہے چنانچہ
کتاب آیات جلی کے صفحہ ۹۹ سنائیں مرقوم ہے کہ جناب امیر المومنین نے
فرمایا کہ خدا کسی پیغمبر کو نہیں بھیجا مگر یہ کہ اوس سے بے لیاہی کہ اگر تمہارا
پاس محمد صلعم آئے تو اوس پر ایمان لانا اور اپنی امت کو اوس پر ایمان
لانا کا حکم دینا یہ منتخب البصائر میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے
طولانی روایت مرقوم ہے مختصر یہ ہے کہ فرمایا جناب امیر المومنین نے
کہ جب پیغمبر و مکی روح کو خداوند عالم نے پیدا کیا اور اون سے عہد
ویمان لیا کہ ہم پر ایمان لائیں اور ہماری اور تائید کریں آدم سے تا زمان
آنحضرت جتنے پیغمبر ہوئے ہیں اون سب کو حق ماننے لے مبعوث کر لیا اور
وہ سب زمانہ رجعت میں میری مدد کریں گے اس آیت مجیدہ کی نسبت

علامہ مجلسی جلد سابع بحار میں تحریر کرتے ہیں تو مومنین یعنی رسول اللہ
 و لتقرنہ یعنی وصیہ امیر المومنین و لم یبعث اللہ نبیاً ولا رسولا الا
 و اخذ علیہ الميثاق لمحمد بالنبوة و لعلی بالامامة یعنی تو مومنین
 حضرت رسول مراد ہیں اور لتقرنہ سے حضرت علیؑ اور نہیں معوث لیا
 اللہ نے کسی نبی و رسول کو مگر عہد و پیمان لیا واسطے حضرت محمدؐ کے ساتھ
 نبوت کے اور واسطے حضرت علیؑ کے ساتھ امامت کے پس اس سے ظاہر ہے
 کہ جناب امیر المومنین امام ہیں نہ رسول و نبی اور مدد کرنا انبیاء کا حضرت امیرؑ
 اور جہاد کرنا انبیاء کا کفار سے بنظر ترویج و تلقین دین حضرت محمدؐ مصطفیٰ
 صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کے ہے نہ اور کسی نبی کے دین کی خاطر
 قد تو و ۲ و قاملو ۲ = جانا چاہیے کہ جیسے آیات کثیرہ نصبت جناب محمدؐ
 وآل محمد علیہم السلام میں وارد ہیں ایسے ہی احادیث متواترہ در روایات متظاہرہ
 کتب معتبرہ احادیث وغیرہ میں منقول ہیں اس مختصریت چہ حدیثیں تبرکاً و
 تیمناً لکھی جاتی ہیں =

(حدیث نمبر ۱)

کتاب اصول کافی باب ان الائمة محدثون مفہون ص ۱۰۰ چاپ سند اور
 جلد سفقہ بحار باب الارواح التي فیہم ملخص و سکا یہ ہے کہ آنحضرتؐ بائع روحيں
 رکھتے تھے = روح قوۃ روح شہوت روح حیات روح ایمان روح قدس =
 اور روح قدس کہ آنحضرتؐ کے متحمل نبوت تھے بعد از حال آنحضرتؐ
 غیر از ارواح فقط روح قدس جناب امام علیہ السلام کی طرف منتقل ہوئی اس
 سے یہ خیال نہ کیا جائے کہ ائمہ ہدیٰ انبیاء و رسل ہیں اس لئے کہ روح قدس

مراد علم نبی اور علم امام ہے جیسا کہ شرح اصول کافی مطبوعہ نو لکھنؤ باب
پنجم فیہ ذکر الارواح التي فی الامم علیہم السلام ص ۲۶۲ و ۲۶۳ میں بعد از
ارواح خمسہ مذکورہ مرقوم ہے کہ مفضل بن عمر نے جناب امام جعفر صادق سے روایت
کی ہے جسکی یہ عبارت ہے و قیل انہ از دنیا رفت یغیر علیہ السلام منتقل شد روح
القدس پس گردید پس کے امام آن اشارت است بعلم امام و عمل او باجمہ پیغمبر
و انسہ و عمل کہ وہ مثل استباط حوادث از قرآن در شبائے قدر یعنی حصول پیغمبر
دنیا سے تشریف لینے کے منتقل ہوئی روح قدس پس پھر وہ طرف امام کے اور وہ
روح قدس اشارہ ہے علم و عمل امام سے کہ جو پیغمبر بھیجا اور عمل کیا ساتھ اس
مثل استباط حوادث قرآن سے شبائے قدر میں =

(حدیث نمبر ۲)

جلد سابع بحار باب الفہ جری لہم من الفضل والکاماتہ ماجری لہ رسول اللہ و انہم
فی الفضل سواہ = معنی اس باب کا یہ ہے کہ جاری ہوئی واسطے امیر کے
فضل و طاعت سے وہ چیز جو جاری ہوئی واسطے رسول اللہ کے اور یہ تحقیق کہ امیر
فضل میں برابر ہیں۔ باب مذکور میں شیخ حسن بن سلیمان سے سند معتبر ہے
امام جعفر صادق علیہ السلام سے مرقوم ہے کہ و انما یرسل اللہ اختاراً
من ازیام یوم الجمعة و من التہور شہر مہرمات و من الیالی لیلۃ
القدر و اختار من الناس الازعیاء و النسل و اختار من النسل
و اختار من علی الحسن و الحسنین و اختار من الحسنین
و اختار من صباء یمنعون عن التزیل تحریف الضالین و انتحال الباطن
و تاویل المجاہلین تا سہم باطنہم ظاہرہم قائمہم و کھو افضلہم

یعنی فرمایا خباب امام جعفر صادق علیہ السلام کے فرمایا خباب رسول خدا نے
 کہ درستیکہ اختیار کیا اللہ نے دنوں کو جمعہ کو اور مہینوں سے ماہ رمضان کو
 اور بیسویں سے شب قدر کو اور آدمیوں سے انبیاء و رسل کو اور رسل سے اختیار کیا
 سچ کو اور مجہ سے اختیار کیا علی کو یعنی بائیکہ علی و علی و خلیفہ ہوں حضرت
 رسول کے اور اختیار کیا علی سے حسن و حسین کو یعنی بائیکہ امام حسن و امام
 حسین و علی ہوں حضرت علی کے اور اختیار کیا حسین سے اوصیاء کو کہ منع
 کرتے ہیں تشریل کی تحریف سے ضالین کو اور انتحال مبطلین کو اور تادیب جالین
 کو ہم اون کا باطن اون کا ظاہر اون کا قیام و نکاح ہے اور وہ یعنی امام دوازہم
 افضل النکاح ہے و ہوا افضلہم سے ظاہر ہو کر افضل ائمہ سے افضل ہوا معلوم
 ہوتا ہے وہ باعتبار ذات و مرتبہ و منصب کمین کیونکہ ائمہ اثنا عشر علیہم السلام
 ذلہ رتبہ و منصباً باہر دیگر مساوی ہیں جیسے خود یہ اب انتم فی الفضل سواء
 والی ہے اور کمال ائمہ بدلی بدون تفاوت منصب ولایت و امامت سے سرفراز و ممتاز
 ہیں و واضح ہو کہ ہر معصوم بحسب ظاہر ایک ایک صفت خاص سے متصف ہے
 اور باطناً جمیع صفات سے اور وہ صفت خاص مثل صولت کے کہ خباب حیدر کرار
 اس سے خاصہ متصف ہیں علی ندا عصمت سے خباب صدیقہ ظاہر فاطمہ
 زہرا اور حلم سے خباب امام حسن مجتبیٰ اور شجاعت سے خباب امام حسین
 علیہم السلام اسی طرح سے ہر معصوم ہر ایک صفت سے متصف ہے اور خباب
 صاحب الامر علیہ السلام ظاہراً و باطناً جامع جمیع صفات سیزدہ معصومین علیہم السلام
 ہیں جیسا کہ درود دوازہ امام محقق طوسی علیہ الرحمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ
 پس افضلیت خباب امام دوازہم من حیث مجموع الصفات الذکورہ ہے
 چنانچہ لفظ ظاہر ہم و باطن ہم سے ظاہر ہوتا ہے اس حدیث سے ہم یہ خیال

تکیرین کہ جناب ائمہ اثنا عشر علیہم السلام دارائے نبوت و رسالت ہیں چنانچہ
اس حدیث سے اس کا وہم بھی کسی عاقل کو نہیں ہوتا۔ **و اقصوا حفظہ**

(حدیث نمبر ۳)

کتاب غایت المرام باب بت و دوم حدیث سی و سیوم اور تیر کتاب ارشاد شیخ
مفیدین جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے اور یہ حدیث طوالت
سے اس میں اسمائے جناب ائمہ اثنا عشر علیہم السلام مذکور ہیں اور ذکر امام
ہشتمین بقول خداوند عالم یہ عبادت لکھی ہوئی ہے سرکہ تکیہ امام ہشتمین
کند مہ اولیائے مرآتیکہ کردہ و علی ولی ناصرین مست و بارہائے گران
نبوت ابرہہ شش او بار کتم و قوت کشیدن آنرا ما و عطا کتم الخ یعنی جو کہ
تکیہ کرے امام ہشتمین کی تمام مرے اولیا کی او شے تکیہ کی اور علی
ولی اور ناصر مرے دین کا ہے اور بار گران نبوت کو اون سے دوش بر
بار کروں گا میں اور قوت اس کے اوٹھائیگی او سب کو یعنی علی کو عطا کروں گا
یہ بیان بار گران نبوت سے مراد علم نبوت اور لوازم نبوت میں مثل ہدایات
خلق وغیرہ کے اس سہم یہ خیال نہ کریں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ علی بن ابی طالب
جو آنحضرت نے ارشاد فرمائی ہے کہ یا علی میں صاحب تنزیل ہوں اور تو
صاحب تاویل ہے اس سبب نہ سمجھیں کہ تنزیل مقصود ہے تاویل سے
کیونکہ تاویل مخصوص خدا اور راسخان فی العلم ہیں کہ خداوند عالم فرماتا ہے
وما یعلم تاویل الا اللہ والی اسفون فی العلم = یعنی میں

سنن حاکم کوئی تاویل کو قرآن مجید کی مگر اللہ اور اسخانی فی السلام یعنی جناب
 محمد و آل محمد علیہم السلام و او تنزیل کو تاویل سے مفسول خیال کرتا مفسول
 بات سے اس لئے کہ تاویل بعد تنزیل ہے او تنزیل قرآن پیغمبر کیلئے ہی نہ
 کے لئے اور مفسی نہ ہے کہ افضل الراشعین حضرت محمد مصطفیٰ بن عبد اللہ کہ یقیناً
 صافی سورہ آل عمران فی بیان وما یعلم تاویلہ الخ ص ۸۹ میں ہے
 فرسول اللہ افضل الراشعین فی العلم قد علمہ اللہ عز وجل جمیع ما انزل
 علیہ من التنازل و التاویل الخ اور کتاب آیات جلی ص ۶ میں مرقوم ہے
 کہ حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم جانتے ہیں تاویل قرآن کو اور حضرت
 محمد ہم سب سے افضل ہیں حضرات ائمہ ہدیٰ خود ہی اپنے سے جناب سالک
 کو افضل مانتے ہیں تو پس ہم جناب ائمہ ہدیٰ کو آنحضرت کے مساوی من
 جمیع الوجوہ ماننا قطعاً خلاف مرفی جناب ائمہ ہدیٰ ہے اور سہا اس خیال سے
 حضرات ائمہ اظہار سرگرم خوش نہیں ہیں و اور جلد سابع کا باب نقی الغلوصل
 ص ۱۸ میں ہے عن ابی الصباح قال واللہ لقد قال لی حضرت محمد
 ان اللہ علم نبیہ التنازل و التاویل قال فعلم رسول اللہ علیہ السلام
 امام جعفر صادق نے فرمایا بحقیق اللہ نے تعلیم دی این نبی کو تنزیل اور
 تاویل کی پس رسول اللہ نے تعلیم دی علی کو اس سے بالبدایت ثابت ہے کہ
 آنحضرت افضل الراشعین ہیں کیونکہ حضرت علی حواہل آل محمد او اول البیت
 اس درجہ اہلیت نے قب آنحضرت سے تعلیم پائی ہے تو دیگر ائمہ
 ہدیٰ کا بدرجہ اولی آنحضرت کے فیوضات علوم سے تفضیل ہونا ظاہر ہے

(حدیث چہارم نمبر ۱)

بعد سابع سجاد باب جوامع مناقبہم وفضائلہم ۱۳۴ میں مرقوم ہے وروی عن
 ابی سعید الخدری قال خطب امیر المؤمنین علیہ الصلوٰۃ والسلام
 فقال ایہا الناس نحن ابواب الحکمۃ ومفاتیح الرحمة وسادة الایمۃ وامننا
 الکتاب وفصل الخطاب وبنایثب اللہ وبنایعاقب من اجنا ۱۲ عل البیت
 عظیم حسانه وما جمع میزانه وقبل عمله وغفر ذل له ومن ۲ بعضنا
 لا ینفقه اسلامه ۲۰ نذا اهل بیتنا خصنا اللہ بالرحمة والحکمۃ والنبوة
 والعصمت منا خاتم الانبیاء ۱۱ الا وانما ساریۃ الحق الی من قلاها
 سبق ومن تاخر عنهما مرق الاواننا خیرۃ اللہ اصطفا فاعلی خلقہ
 وایتمنا علی وجہ الخ ۲ یعنی ابو سعید خدری سے روایت کی گئی ہے کہ کہا
 اوس نے خطبہ پڑھا خطاب امیر علیہ السلام نے کہ اے گروہ وروم دربار کے حکمت
 ومفاتیح رحمت وپہر داران ایمۃ وامنار کتاب وفضل خطاب ہیں ہماری وجہ
 سے دیتا ہے خدا اور ہماری وجہ سے غائب کرنا ہے جو شخص کہ دوست
 رکھتا ہے ہم اہلبیت کو بزرگ ہوتا ہے احسان اوسکا اور ترجیح دیجاتی ہے
 میزان کو اوسکی قبول ہوتا ہے عمل اوسکا اور بخشی جاتی ہیں لغرضین اوسکی
 اور جو شخص کے دشمن رکھتا ہے ہمکو نفع نہیں دیتا ہے اسلام اوسکا اوسکو
 بہ تحقیق کے ہم وہ اہلبیت ہیں کہ خاص کیا ہے خدا نے ہمکو ساتھ رحمت ونبوت
 وعصمت کے ہم میں سے ہیں خاتم الانبیاء اور آگاہ ہوتے کہ ہم رایت حق میں
 حواء مکالمع ہوا سبقت لے گیا جو متاخر ہوا اس سے بے دین ہوا آگاہ ہوا
 کہ درستیکہ ہم برگزیدہ گان خدا میں برگزیدہ کیا خدا نے ہمکو اپنی مخلوق پر اور
 امین کیا خدا نے ہمکو اپنے وحی پر حدیث مذکور میں جو ارشاد ہوا خصنا
 بالرحمة والحکمۃ والنبوت واما خاتم الانبیاء الخ اس سے اذہان

عوام متبادر ہوتے ہیں کہ ایسہ ہی انبیاء ہیں۔ اور آنحضرت کے خاتم الانبیاء ہو نیسے خیال کیا جاتا ہے لفظ خاتم مانع وجود نبی دیگر نہیں اور استعمال لفظ خاتم کا شخص کامل یہ ہوتا ہے کیونکہ لغت قاموس میں خاتم بمعنی بلغ آخر ہے یعنی بحال رسید پس جس لفظ کی طرف لفظ خاتم مضاف ہو کامل اس مضاف الیہم کا ہوگا۔ مثل لفظ خاتم الذاکرین کے جو شخص کہ ذکر کری اور وضع خوانی میں کامل ہوتا ہے اور یہ خاتم الذاکرین کا اطلاق کیا جاتا ہے موافق ہمارے خیال کے حدیث مذکور الصدر سے فضاب بلفظ نبوت ایسہ ہی کا انبیاء ہونا اور مضاف خاتم الانبیاء سے آنحضرت کامل انیسے کامل ہوتا ظاہر ہوتا ہے تو آنحضرت کا افضل و اشرف اور اعلیٰ ہونا بھی جمیع انبیاء سے ثابت ہوتا ہے کیونکہ جو کامل ہے وہ افضل و اشرف ہے۔ غیر کامل سے اور یہ واضح و افصح و ابداً بدہیات سے ہے پس نظر برآن آنحضرت کا جناب ایسہ ہی حضاباً بالبؤۃ سے اگر انبیاء فرض کئے جاویں اور مضاف ان الانبیاء سے تو آنحضرت یقیناً کامل الانبیاء ہیں۔ قبلاً علیٰ ہذا ایسہ ہی مفضل اور غیر کامل ہوے اور آنحضرت کامل اور افضل ہوے اس صورت میں ایسہ ہی کو آنحضرت کے من جمیع الوجہ مساوی خیال کرنا خود ہمارا خیال سابق باطل کرتا ہے۔ الحاصل حدیث مذکور الصدر میں جو لفظ ٹھنٹا ہے اس میں آنحضرت اور جناب سیدہ علیہما السلام بھی داخل ہیں نہ فقط ایسہ ثناء علیہم السلام۔ اگر آنحضرت

اور جناب فاطمہ زہرہ داخل نہیں ہیں تو کیا پیغمبر خدا اور جناب صدیق اکبر
 طلبہ باہر لا مخصوص رحمت اور حکمت اور عصمت سے نہیں ہیں۔
 بلکہ داخل ہیں۔ جب آنحضرت تعظیماً بالرحمۃ والحکمتہ والنبوۃ من بوجہ
 ضمیمہ مشکلم مع الغیر خصنا میں جو لفظ ناہی داخل ہیں تو لفظ نبوت حدیث
 مذکور میں اشارہ آنحضرت کی طرف ہے نہ ائمہ علیہ السلام کی طرف طلب
 حدیث مذکور کا ظاہر طور پر یہ ہے کہ آل محمد علیہم السلام مخصوص بالرحمۃ
 والحکمتہ والعصمتہ ہیں۔ اور حضرت محمد علاوہ رحمت و حکمت وغیرہ سے
 مخصوص ہونے کے مخصوص بالنبوۃ ہی میں اور اسی طرح حدیث منزلت
 علی عند اللہ کنزلی ہے یعنی جیسی منزلت آنحضرت کی نزدیک خداوند عالم کی
 ویسی ہی منزلت جناب امیر المومنین اور دیگر ائمہ معصومین علیہم السلام کی ہے
 یعنی آنحضرت جیسے اشرف و اعلیٰ اور افضل الناس نزدیک خداوند عالم ہیں
 اور بحکم خداوند عالم حاکم ہیں خلق پر اسی طرح جناب امیر اور دیگر ائمہ اطہار
 و انصوا و احفظوا

حدیث نمبر (۵)

جلد سابع بحار باب جوامع مناقبہم و فضائلہم میں مرقوم ہے عن الباقر تا انکذا الی
 ان قال یخرج البیت الرحیم و شجرة النبوة و معدن الحکمة و موضع
 الملائکة و مہبط الوحی یعنی فرمایا جناب... محمد باقر علیہ السلام نے کہ تم ان
 رحمت اور شجر نبوت اور معدن حکمت اور موضع ملائکہ اور محل نزول وحی ہیں اور یہ
 دلیل علیل قائم نہیں کی جائے کہ درخت نبوت شجر نبوت نہیں تھا و الا ذکر کرنا اور سن
 کا جو بے نبوت ہو بے شجر ہے حدیث مذکور کی شرح میں شرح اصول کافی مطبوعہ نوکھنور

باب سی و نیکم اصل باب اثنی الاثنتہ علیہم السلام معدن العلم و شجرة
 البنة و المختلف الملائکة صلاہ سنہ میں مرقوم ہے کہ ائمہ معصومین
 معدن العلم یعنی مکان علم دین ہیں و شجرة البنة یعنی ائمہ ہدی مناظر الاحکام
 شرع ہیں کہ مختلف الملائکة یعنی محل آمد و رفت ملائکہ میں شب قدرین
 اس باب میں تین حدیثیں لکھی ہوئی ہیں اور ہر شے میں نقطہ شجرة البنة
 وارد ہے اوس کی شرح کتاب مذکور میں زبان فارسی بھی لکھی ہوئی ہے
 کہ ما حافظ و حی الہی - ایم یعنی ہم حافظ و حی الہی ہیں اور موضع الرسالة
 یہ شرح ہے کہ جائے مجموعہ انجینیم کہ حی بر رسول شہ یعنی ہم جائے مجموعہ
 اوس چیز کی ہیں کہ حی رسول پر ہوئی - فمن شاء فليجمع الیہ

حدیث نمبر (۶)

جلد سابع بجای باب جوامع مناقبہم و فضایلہم صلاہ میں ابی جعفر محمد
 علامہ مجلس تحریر فرماتے ہیں انی قال ایھا الناس ان الہی استنبیکم
 شرفہم اللہ و اما ہم اللہ مالہ یوت احد امین العالمین
 فہم الفروع الطیبة و الشجرة الطیبة و معدن العلم
 و موضع الرسالة و مختلف الملائکة الخ یہ فرمایا جناب امام محمد
 باقر نے کہ اگر کردہ مرقوم بدرستیکہ تمہارے نبی کی اہل بیت کو شرف
 عطا فرمایا اللہ نے یہ سب بزرگی اوس نبی کے تاجیکہ فرمایا اوس جناب
 کہ انہیں نازل ہوئی رسالت اور اپر ملائکہ نازل ہوتے ہیں اور یہ مکان

اذکی طرف روح الامین نے دی خدا نے وہ چیز کہ کسی کو عالمین سے نہیں
 دی پس یہ فروع طیبہ ہیں اور درخت مبارک نہیں اور معدن علم ہیں اور
 موضع رسالت ہیں اور محل پے درپے آئے ملائکہ کے ہیں یہ حدیث جلال
 فضیلت اہلبیت علیہم السلام پر دلالت کرتی ہے اس حدیث کے
 بعض جملوں سے سارا ذہن نبوت و رسالت ایسے ہی پراستہ لال کرتا ہے
 وہ یہ ہے کہ مہبوط ملائکہ اور پیاسے انا ملائکہ کا انکی خدمت میں بلا وجہ ہیں
 البتہ کوئی حکم خالق کی طرف سے لاتے ہیں اور پہنچاتے ہیں اور جناب ایسے
 ہی محل وضع رسالت ہیں اور وضع الشیء فی محلہ عدل ہی اور خدا عادل ہی البتہ رسالت
 ان میں رکھی ہوئی رسول ہی رسول ہیں یہ خیال ہمارا صحیح نہیں اسلئے کہ ملائکہ کا
 پے درپے خدمت ایسے میں حاضر ہونا دلیل نبوت و رسالت نہیں اور یہ ہی
 لازم نہیں کہ جب ملائکہ حاضر ہوں تو وحی خدا الامین اس لئے کہ بعد حضرت
 رسول وحی کا آنا منقطع ہو گیا اور یہ بات کتب سیر و احادیث سے
 بخوبی ثابت ہے اور ملائکہ تو خدمت گزار اہل بیت ہیں چنانچہ بیت الشرف
 جناب فاطمہ الزہراء میں حاضر ہو کر کسنی حکمی بھی کسنی خیالیام حسین گہوارہ کی جنبانی کی ایملر
 بہت سی حدیثیں آل محمد کی ملائکہ نے کی ہیں اور یہ تمام امور درج روایات و احادیث
 ہیں اہلبیت علیہم السلام کی شان تو ارفع و اعلیٰ ہو مگر مومنین کے گھرب قدر حضرت علی
 باکر وہ ملائکہ رسالت کرتے ہیں اور مومنین کے مصافحہ کرتے ہیں چنانچہ سورہ قدر کی تفسیر عہد البیان
 اور دو بطورہ ذکر لکھو اور تفسیر طائیف علیہ الرحمہ میں بھی آیا ہے اور موضع الرسالت کی یہ حدیث کہ محل وضع رسالت جناب
 اور ایسے ہی کو رسول جانا قطعاً خلاف کتب معتبرہ و احادیث و چنانچہ موضع الرسالت کی تفسیر طبرستان ہمار
 باب جوامع مناقبہم و فضائلہم ۳۲۴ سلین اس طرح مرقوم ہے موضع الرسالت ای علم الرسالت
 و ارسالت تزلزلت کے متنبہم الو علیہم فی لیلۃ القدر و غیرہ علا مجلس فرماتے ہیں موضع الرسالت

یعنی علوم رسالت اور رسالات نازل ہوئی ہیں گہرین اہمیت ہدیٰ کی یا ان
 یہ تازل سوئی شب قدر یا غیر شب قدر میں بیشک اس میں الگاز ہی نہیں
 کیونکہ جب قرآن مجید حضرت رسول پر گہرین اہمیت کے نازل ہوا تو علوم
 رسالت اور رسالات بدرجہ اولیٰ گہرین ان کے نازل ہوئے ہیں اور وہ علوم
 آنحضرت نے اپنی اہمیت کو تعلیم فرمائے جیسا کہ کتاب اصول کافی وغیرہ
 طاہر ہوتا ہے فقد بر ۲ و ۲ تا ملو ۲ =

(حدیث نمبر ۱)

۱؎ وہ وجہ بخط مولانا ابی محمد العسکری أعوذ باللہ من قوم حد
 محکمت کتاب و لنسوا للہ ما بالارباب دالہی و ساقی کوثر فی
 مواضع الحساب و نظمی و الطامات الکبریٰ و نغم دار التواب فحق
 السام الا عظم فیتا النبوة و الولایۃ و الکرم و فحق مناد الھدایۃ
 و العرة الوثقی و الانبیاء کا نو یقتیبون من انوار ما ۲ الخ
 یعنی شان یہ ہے بخط خیاب امام حسن عسکری علیہ السلام پایا گیا کہ وہ
 خیاب فرماتے ہیں بیاہ لیجاتا ہوں میں ساتھ خدا کے اوس قوم سے کہ جس
 محکمت کتاب خدا کو قدرت کی ہے اور فراموش کیا خدا کو جو رب الارباب
 سے اور فراموش کیا نبی اور ساقی کوثر کو موقف حساب میں اور فراموش
 کیا شعلہ آتش اور طامہ کبریٰ کو اور کھتر گہرے ثواب گالیس ہم میں ہم
 اعظم اور ہم میں ہے نبوت اور ولایت اور کرم اور ہم منار نہایت اور
 عروۃ الوثقی ہیں اور انبیاء ہمارے اقتباس کرتے تھے اس حدیث
 میں لفظ فیتا النبوة سے یہ خیال کیا جائے کہ خیاب اہمیت ہدیٰ انبیاء

میں اس لئے کہ جب آیت قرآنی و ما کان محمد اباً احداً من امر
 جاکم و لا کن ما سؤل اللہ و خاتم النبیین براجعت تمام آنحضرت کے
 خاتم الانبیاء ہو اور آنحضرت پر نبوت ہونے پر دلالت کرتی ہے اور کل اس
 اسلام کا اس پر اتفاق ہے کہ آنحضرت خاتم الانبیاء بمعنی ختم کنندہ نبوت
 تھے نہ بمعنی انگشت و مہر وغیرہ کے۔ اگر یہ خیال کیلئے کہ ایہ مذکور ہیں
 خاتم بفتح تاء ہے بکسر تاء ہوتا تو ختم کنندہ کا معنی ہوتا اس خیال کے نسبت با
 تامل تفسیر ملاحظہ اللہ رحمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ خاتم کو ابو حفص سے فتح سے
 پڑا ہے اور نیز تفسیر صافی سورہ احزاب ص ۲۳ میں مرقوم ہے۔
 خاتم النبیین و آخر ہم الذی ختمہم او ختموا بہ علی اختلاف القراءات
 فیعلم من یدلیق ان یتختم بہ النبوة و کیف بدیع شائد یعنے آنحضرت
 آخر پیغمبران ہیں ایسے کہ تمام انبیاء کی نبوت کو ختمی مرتبت نے ختم فرمادی
 یا کل انبیاء نے ختم کر دی ہے نبوت کو بوجہ آنحضرت کے یعنے تمام انبیاء
 کی نبوت ختم ہو گئی بسبب خاتم الانبیاء ہونے آنحضرت کے پس جو شخص کہ
 ایسا لائق ہو کہ جس کے سبب نبوت ختم ہوتی ہے تو اس شخص کی شان
 کیسی ہوگی جو غرض لفظ دنیا النبوة میں نامشکلم مع الغیر کیلئے ہی جبین
 آنحضرت داخل ہیں اور دنیا النبوة سے یہ ہے کہ ہم حاندان نبوت سے ہیں
 اور یہ اشارہ آنحضرت کی طرف ہے کیونکہ آیت قرآنی اور احادیث کثیرہ
 ائمہ بدی کے نبی ہونے پر خود جناب ائمہ بدی سے وارد ہوں جیسے کہ
 کتاب حدیث اصول کافی اور جلد سابع بحار باب نفی الغلو میں مرقوم ہیں
 یا این ہمہ جناب ائمہ اطہار کو نبی جانتا قطعاً حکیم خدا و رسول و ائمہ عینہم السلام
 ہے اور حدیث مذکور میں مقتبس ہونا انبیاء کا انوار جناب محمد و آل محمد علیہم السلام

سے جو ظاہر ہوتا ہے اوس سے نبوت و رسالت کا اقتباس کرنا مراد نہیں
 کیونکہ نبوت و رسالت کو حاصل کرنا بجز خداوند عالم کے غیر سے ممکن نہیں
 معنی اقتباس حسب لغت صراح فائدہ گرفتن و دادن ہے یہی تعالیٰ قدس
 قتبس العلم عنہ اس سے ظاہر ہے کہ انبیاء نے انوار خباب محمد و آل محمد
 علیہم السلام سے فائدہ علم و حکم و فضل و کمال و غیرہم حاصل کیا ہے بلکہ نعمت
 وجود نوبہ نہ مقدس نبوی انبیاء کو ملی ہے اور نور پاک محمدی علت وجود
 انبیاء و کتبہ علمت جمیع کائنات ہے جیسا کہ حیات القلوب جلد دوم ص ۷۷ میں
 خباب امیر المؤمنین علیہ السلام منقول ہے اور نیز کتاب مذکور ص ۷۷
 میں یہ عبارت ہے اسند مستبر از حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام منقول
 کہ حمی و علی صلوٰۃ اللہ علیہما دونور بودند نزد خداوند عالمیان دونور ارسال
 ہیں انا کہ حق تعالیٰ خلایق را ایجاد کند پس چون ملائکہ آن دونور
 را دیدند یکے را اصل یافتند و از ان شعلے لا مغیہ گردیدہ بود کہ فرع
 آن بود پس گفتند خداوند عالم این چہ نور است حق تعالیٰ وحی نمود بسو
 اتیان کہ این نور ایستہ از نور ہائے من کہ اصل پیغمبری ست و فرشتہ
 است است یعنی خباب امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ خباب محمد
 و علی صلوٰۃ اللہ علیہما دونور تھے نزدیک خداوند عالم کے دونور
 سال قبل خلقت جب ملائکہ نے ان ہر دونور کو دیکھا اب تک کو اصل پائے
 اور اوس سے شعاع لامع ہوئی تھی کہ وہ فرع اسکی تھی پس ملائکہ نے
 عرض کی خداوند عالم کیا نور ہے وحی ہوئی کہ یہ وہ نور ہے میرے انوار
 کہ اصل اوسکی پیغمبری ہے اور فرع اوسکی امامت ہے الخ یہی اس
 حدیث سے صاف روشن ہے کہ پیغمبری آنحضرت کی اصل ہے اور امامت

حضرت علی کی فرع ہے اور اصل و فرع میں جو فرق ہے وہ اظہر من الشمس ہے یہ اسکو ساوی خیال کرنا کو یا روز روشن کا انکار ہے اور نیز ممد سابع بخاریاب نادری معرفتم بالنور انیکہ ص ۱۷۷ سن ۳ میں ہے کہ فرمایا جناب امیر المومنین علیہ السلام نے یا سلمان و یا جندب قال لیک یا امیر المومنین صلوات اللہ علیک قال کنت انا و محمد نوراً و احدث من نور اللہ صف و جل فامر اللہ تعالیٰ ذلك النور ان یشتق فقال للنصف کن محمد ا و قال للنصف کن علیاً اسی حدیث کا ترجمہ بیت ۲ لا حزان کتاب مصایب کے ص ۶۶ سن ۶ میں لکھا ہے کہ فرمایا جناب امیر نے سلمان اور ابوذر رضی اللہ عنہما سے کہ میں اور محمد ایک نور ہوں جسے میں پس فرمایا خدا کے تبارک تعالیٰ نے اس نور کو کہ دو نصف ہو پس ایک نصف کو فرمایا محمد شو اور دوسرے نصف کو فرمایا علیؑ شو پس ایسا ہی ہوا اور کتاب حیات القلوب مطبوعہ نو لکثور ص ۷۷ سن ۶ میں ہے جسکا ترجمہ اردو یہ ہے کہ حدیث معتبر میں حضرت صادق سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے چودہ نور خلق فرمائے چودہ ہزار سال قبل بدیہ الیش خلقت پس وہ روحیں ہمارے تین اور نیز کتاب حدیقہ سلطانیہ میں سیرج حدیث وارد ہے یعنی جناب چہارہ معصوم علیہم السلام بطور اشتیاج یعنی ابدانی نورانیہ اور ارواح لطیفہ کیساتھ حضور جناب اقدس الہی تسبیح و تقدیس میں مصروف تھے پس بنابر ان احادیث مذکورہ کے حدیث کتبت نبی الخ جو آنحضرت نے بصیغہ واحد ارشاد فرمائی ہے اوس سے اقلق الصبح روشن ہوتا ہے کہ جناب امیۃ اثنا عشر علیہم السلام جیسے عالم امام میں شریک نبوت آنحضرت نہیں ہیں عالم انوار نبوی شریک نبوت

نہ تھے حدیث مذکور القدر مقتبس ہونا انبیاء کا انوار خباب محمد وآل محمد علیہم
 السلام جیسے ثابت ہوتا ہے اس طرح خباب ائمہ بدی کا مقتبس ہونا نور
 حضرت محمد سے محقق ہے جیسا کہ جلد سابع بخاری جوامع تاویل مانزل
 فیم و لوامہ ص ۱۲۳ میں مرقوم ہے قولہ عن رجل ۲ الشمس ضراء
 و القمہ نور لان المراد هنا بالضوء نور محمد بان اللہ تعالیٰ مثل
 فی جمیع القرآن الرسول بالشمس و الشمس ۲ ایہا الضیاء و
 ۲ الوصی بالقمر و نسب الیہ ۲ انور فالضوء للرسالة و النور
 للامامة ۲ ان الضیاء یطلق علی الضوء ۲ الیہ بالذات و النور
 علی نور المصطفیٰ بالقبول و انما ۲ انیب ۲ النور ۲ علی القمر لانه
 ۲ یستفید ۲ النور من ۲ الشمس و لما کان نور ۲ الا و صیاد مقتسبا
 من نور ۲ الرسول علمہ من علمہ عجب من علمہ و کما لم یأ
 ۲ النور و عن علم الرسول ۲ الضیاء حاصل یہ ہے کہ سورہ یونس
 میں خداوند عالم را ساد فرماتا ہے جعل الشمس ضیاء و القمر نوراً
 علامہ مجلسی فرماتے ہیں ایہ کریم مذکور عین مراد ضیاء سے نور محمد ہے مثال
 دی اللہ نے رسول کو شمس سے اور وصی کو قمر سے پس ضیاء واسطے رسالت
 کے اور نور واسطے امامت کے ہیں اطلاق ضیاء کا اور ضیاء نور کے بالذات
 تھے او اطلاق نور کا اور نور رضی کے بالغیر ہوتا ہے اس لئے نسبت نور
 کی قمر کے طرف دی گئی کیونکہ قمر مستفید ہوتا ہے ساتھ نور کے شمس سے جس وقت
 نور او صیاء مقتبس نور رسول سے ہوا اور علم ان کا علم رسول سے تو تعبیر علم و
 کمال او صیاء کی نور سے کی گئی اور علم رسول کی تعبیر ضیاء سے و افہموا
 و حفظوا و لا تغفلوا =

(حدیث نمبر ۸)

جلد سابع بحار باب جوامع مناقبہم وفضایلہم انہ وجد مخطہ علیہ السلام
ما صورتہ قد صدقنا ذریۃ الخلق یا اقلہ النبوة والوہودہ
الحی ان قال فالكلم الیس حلة الا صفا لما عہدنا منہ التوفی
روح القدس فی جنازہ العبا غورہ ذاتی عن حدیثنا
۲ لیا کو راۃ ۲ یعنی شان یہ ہے کہ یا ایہا خط معصوم علیہ السلام صورتہ
اوسکی یہ تحقیق کہ صغیر کیا ہے زندہ اسے حقایق پر بقدر مہابوت و ولایت
تا یہ کہ فرمایا یس کلیم خدا کا پینہا یا گیا اون کو لباس اصطفیٰ جسوقت کہ
عہد لیا ہم نے اون سے وفا کا اور روح القدس نے جان صاغورہ میں ان
کے ذائقہ کیا ہے حدائق باکورہ سے ہماری یہ حدیث بھی کہ استکبری
و مراتب عظمیٰ پر خباب محمد و آل محمد علیہم السلام کے دالات کرتی سے باقدا
النبوة سے یہ خیال نہ کیا جائے کہ خباب امیہ مدنی نبوت و رسالت رکھتے ہیں
اس لئے کہ حدیث مذکور جو معصوم نے ارشاد فرمائی ہے اس سے اشارہ
محطوف علوم مرتب و سمو منزلت و رفعت کے اور ظاہر ہے کہ نبوت سے نبوت
آنحضرت کی مراد ہے اور ولایت سے ولایت امیہ مدنی جو نبیائہ عن النبی
امیہ کو پہنچی ہے فلہذا معصوم نے فرمایا صدقنا ذریۃ الخلق یا اقلہ
النبوة ۲ اور حدیث نمبر ۷ میں مذکور ہو چکا ہے کہ خلاق عالم نے خباہارہ
معصومین علیہم السلام کو بطور اشباح اینی نور عظمت سے پیدا فرمایا اور آنحضرت
کے نور مقدس سے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر خلق فرمائے بنا علیہ تخت
معدن نبوت و رسالت و منبع جمیع فیوضات اور بہ سبب رت علوم جمیع انبیاء

و مرسلین ہونیکے جناب آل محمد علیہم السلام کو بھی معدن نبوت و رسالت کہتے ہیں فضلاء علیہ بہ برکت افوار جناب محمد و آل محمد علیہم السلام تمام انبیاء و مرسلین خلعت و وجود سے خلع ہو کر عالم شہود و ظہور میں جلوہ پذیر ہوئے ہیں اس سے لازم نہیں آتا کہ آل محمد بھی نبی و رسول ہوں کیونکہ نہت و رسالت تباہی رانی مصلحت کے خداوند عالم سے جسکو چاہا عطا فرمایا اس میں وحدت نباتیہ و مساوات ظاہریہ کو کچھ دخل نہیں اگر دخل نہوتا تو سر امام علیہ السلام کی حمد و ثناء و انجاء و منصب ولایت و امامت سے سرفراز ہوتی بلکہ مراتب اربعہ نبوت و رسالت و ولایت و امامت سے ممتاز ہوتی نظر پر ان محض بارہ امام اور خود معصومین پر امامت و معصومیت کا حصر قطعاً بیغنی ہے و آفہوا و اختلفوا

(حدیث نمبر ۹)

جلد سابع بحار باب جوامع مناقبہم و فضائلہم ص ۱۱۱ میں مرقوم ہے عن شجرة النبوة و مخط الرسائل بین او مختلف الملائكة الخ ایسے معصوم فرمائے ہیں کہ ہر درخت نبوت میں اور محل وقوع رسالت میں اور محل پے دیئے آنے ملائکہ کے ہیں جناب ائمہ بدی درخت نبوت ہونے سے خیال نکلیا جائے کہ ائمہ بدی نبوت رکھتے ہیں شجرة النبوة وغیرہ کا معنی حدیث نمبر ۱۰ میں کتاب شرح اصول کافی کتب ایسا تہ مذکور ہو چکا ہے فمن شاء فلیس جع الیہ =

(حدیث نمبر ۱۰)

جلد سابع بحار باب جوامع مناقبہم ص ۱۱۲ کتاب خصال بابنا و عبدنا ابن عباس روایت کی گئی ہے قال قام رسول اللہ فینا خطیباً فقال فی آخر خطبہ

جمع اللہ عز وجل لثامن خصال لم یجمعها الا حد قبلنا ولا تکلون
 فی احد غیفا التحکم والحلم والعلم والنبوة والسماحة والتواقة
 والقصص والصدق والظہور والعفاف یعنی جمع کئے ہیں خداوند
 عالم نے واسطے ہمارے دس خصال کہ نہیں جمع کئے ہیں واسطے کسی کے
 قبل ہمارے اور نہوں گے یہ خصال سی ہیں سو سنو ہمارے یہ حدیث
 بدرجہ اقصیٰ فضیلت خباب محمد وآل محمد علیہم السلام بذات کرتی ہے
 جانتا چاہئے کہ لانا مستظم مع الغیر ہے ان صفات مذکورہ میں سو انہوں کے
 باقی سبب میں خباب امیہ مدنی بھی آنحضرت کے تبریک ہیں اور کتاب لیلۃ
 المبین فی تاریخ امیر المومنین باب ہند ۱۵۲ بیان خم غدیر میں جو آنحضرت
 سے یہ نسب مرقوم ہے کہ فرمایا آنحضرت نے جمعت قہم الخصال العشرة
 لا یجمع انہ فی حقہ فی و ۲ بللیق الحلم والعلم والنبوة تا آخرت
 احادیث معتبرہ مثل جلیس فتم ونہم بخاریہ اصول کافی میں ہیں اور نیز یہی کتاب مذکورہ
 سے ثابت نہیں ہوتا ہے کہ خطبہ مذکور کس معتبر کتاب حدیث سے لکھا گیا
 ہے کیونکہ تفسیر صافی جہنمات معتبرہ ایک علامہ مشہور کی تصنیف سے
 لقب مذکور کے سورہ مائدہ ۱۵۱ بن فقات خطبہ یوم الغیر خباب رسولی
 سے سنان طور پر ظاہر ہوتا ہے خباب رسولی ازیر نبوت ختم ہو گئی بعد
 آنحضرت کے کوئی نبی نہیں ہے چنانچہ تفسیر مذکور میں حسب صفحہ مذکورہ
 مرقوم ہے کہ آنحضرت نے فرمایا اننا علی ابن ابی طالب اخوی ووصی
 وخیبقتی و ۲ امام بعدی الذی محمد من آل ہارون
 من موسیٰ ۲ آفہ لانیو جلد ۱۰ بند ۲ سیک علی ابن ابی
 طالب میرا بہائی اور میرا وصی اور میرا خلیفہ ام سے بعد محمد محل اوتکا
 محل ہارون ہے موسیٰ سے مگر شاں یہ کہ کوئی نبی بعد میر نہیں ہے

اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت کے بعد اگر کوئی نبی سوتا تو حضرت
 علی علیہ السلام ہی ہوتا۔ مگر فاطمیت آنحضرت مانع ہو گئی۔ اور نیز
 یہ حدیث تفسیر عہدۃ الہیان اور حق الیقین اور تفسیر طالع فتح اللہ رحمہ
 اللہ میں ملاحظہ مذکور ہے جسکی یہ عبارت ہے۔
 آنحضرت امیر المومنین را خطاب کرد کہ اے علی تو میں بمنزلۃ
 ہارون از موسیٰ الا آنست کہ بعد از من پیغمبر نہ خواہد بود اگر چاہی
 میبود کہ بعد از من پیغمبری میباشدا آن تو میبود نہ غیر تو بجهت جای
 فضل و عصمت و منزلت علم و انواع محاسن و افلاق تو۔ یعنی
 آنحضرت نے امیر المومنین کو خطاب کیا کہ یا علی! تو مجھے بمنزل
 ہارون کے ہی موسیٰ سے مگر یہ کہ بعد میرے پیغمبر نہ ہوگا اگر چاہی
 سوتا کہ بعد میرے پیغمبر ہوئے تو وہ تو ہوتا نہ غیر تیرا بسبب منجبت
 فضل و عصمت و منزلت علم و غیرہ الخ۔ اس عبارت تفسیر مذکور سے
 نیز ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت پر نبوت ختم ہو گئی ہے اگر ختم نہ ہوتا
 تو بجز حضرت علی کے کوئی غیر شخص پیغمبر نہ ہوتا اور جلد ہم بخارجہ
 سلمین یہ عبارت علامہ مجلسی تحریر فرماتے ہیں ابو سعید رازی
 رسولہذا را بیت نموده کہ فرمودند یا علی جب تو اہل بیت و بعض
 تو اتفاق اول کسیکہ داخل بہشت میگردد دوست تو است و اول
 کسیکہ داخل دوزخ میشود سببش دوست خداوند ترا شالست این
 مقام نموده تو از من هستی و من از تو الا آنکہ بعد از من پیغمبری نیست
 اگر پیغمبر ممکن بود کہ باشد بر آنکہ تو میبود اس حدیث سے بھی بخوبی
 ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت پر نبوت ختم ہو گئی اگر بعد آنحضرت کسی

پیغمبر کا ہونا ممکن ہوتا تو وہ حضرت علیؑ ہی ہوتے پس حدیث مذکور سے
 حضرت رسول کا خاتم الانبیاء ہونا اور حضرت علی کا نبی ہونا طائر ہے
 مخفی نہ ہے کہ اکثر اوقات آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ یا علی انت
 منی بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبي بعدي یعنی
 یا علی تجھ کو مجھ سے وہ نسبت ہے کہ جو موسیٰ سے ہارون کو تھی مگر شان
 یہ ہے کہ یہ تحقیق کوئی نبی بعد میرے نہیں ہے اس حدیث منزلت
 میں جو لفظ بعدی ہے اس سے یہ خیال نکلیا جائے لفظ بعد ظرف
 سے ہے اور انحصار ظرف زمان اور مکان میں ہے یہاں اگر ظرف
 زمان لین تو لابی بعدی کا یہ معنی ہوگا بعد میرے زمانہ کے نبی
 نہیں ہے اور میرے زمانہ تو نبیؐ ہے پس اس سے لازم آتا ہے کہ
 بعداً آنحضرتؐ خباب امیر سے سلب نبوت ہوا اور بعد عطا کرنے نعمت
 نبوت و رسالت کے کسی نبی کو زمان حضرت آدم سے تا زمان حضرت
 خاتم سلب نبوت و رسالت نہیں فرمایا اور خدا تعالیٰ ایسے طریق کی
 خلاف نہیں کرتا جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے ولن یخذلنک الله
 بتدبیرا یعنی ہرگز نہیں پائیگا تو واسطے طریقہ خدا کے تبدیلی بنامیرین
 معنی ظرف زمان لفظ بعدی میں لینا جسکے متعذر ہوا تو ضرور ہے
 کے معنی ظرف مکان لیجائے اس وقت لابی بعدی کا یہ معنی
 ہوگا کہ کوئی نبی نہیں ہے بعد میرے مکان کے اور مکان
 مراد ہے مرتبہ سے اور بعدیت مکان اور مرتبہ کا معنی ایسی مرتبہ
 ہے اور معنی کلام آنحضرتؐ کا اس وقت یہ ہوتا ہے کہ کوئی نبی
 میرے مرتبہ سے پست نہ ہوگا جو نبی بعد میرے ہوگا اور سکا مرتبہ میرے

برابر مرتبہ نبوت کے ہوگا اور مقصود آنحضرت کا یہ تھا کہ کوئی نبی میرے
 زمانہ میں اور بعد میرے زمانہ کے قیامت تک نہ ہوگا تو ایسے آنحضرت اسطر
 فرماتے **الآن قد لا نبی فی حیاتی و بعد مماتی** اکی یوم القیا
 متہ جانتا چاہئے کہ نبی اس معنی خیالی کے کہ جو نبی ہوگا وہ میرے
 مرتبہ سے نیت نہ ہوگا تو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ آنحضرت کے مرتبہ
 کے برابر ہوگا یا بڑھ کر ہوگا ایسے ہم آنحضرت کے مرتبہ کے برابر ہوگا فقط
 لہذا کیونکہ فاموش رہیں بلکہ یوں کہیں کہ وہ آنحضرت کے مرتبہ سے
 بھی بڑے مرتبہ والا نبی ہوگا لغو ذالک، الاستغفار =
 عرض موافق ہمارے معنی اختراعی کے مقصود دہنی ہمارا مقصود یہ گیا وہ یہ کہ
 آنحضرت کے بعد ہوئی ہو وہ آنحضرت کے مرتبہ نبوت کے برابر کا
 نبی ہو حالانکہ ایسا کوئی نبی نہ قبل آنحضرت ہوا اور بعد آنحضرت
 اور نہ قیامت تک ایسا کوئی نبی ہوگا اگر حسب خیال مذکور آنحضرت کی
 برابر کے نبی حضرت علیؑ اور دیگر ائمہ کو ہم خیال کریں تو یہ حضرات
 بھی نہیں ہو سکتے اس لئے کہ حضرت محمد مصطفیٰؐ بالاصالت یعنی
 بلا واسطہ بشر بنی ہیں اور آنحضرت پر قرآن مجید نازل ہوا اور آنحضرت
 پر وحی نازل ہوتی تھی اور آنحضرت بنی تارہ میں اور شریعت تازہ
 رکھتے ہیں اور ہمیں پیغمبر الوعظ لو خداوند عالم نے مبعوث برسالت
 فرمایا اور سیر کتاب آسمانی نازل ہوئی اور نیز وحی نازل ہوتی تھی اور
 وہ پیغمبر الوعظ شریعت تازہ رکھتے تھے حضرت آدم سے تا حضرت
 عیسیٰؑ یہی طریق خدا جاری رہا اس میں کسی قسم تبدیلی نہیں ہوئی اور
 کیونکر ہو سکتی چنانچہ خداوند عالم کا خود ارشاد ہے **ولن نجد**

لسنۃ القہد بدیلاً مگر بنابر خیال مذکور خیابان امیر اور دیگر ائمہ ہدی کو
 نبیؐ اور رسول خیال کر نیسے بدیہی تبدیلی طریقہ خداوند عالم کیلئے ثابت
 ہوتی ہے اس لئے کہ جب ائمہ ہدی آنحضرت کے مرتبہ نبوت کے
 برابر ہیں تو ائمہ ہدی پر یہی وحی نازل ہوتی اور کتاب آسمانی کا
 نزول لازمی تھا اور شریعت تازہ یہی ائمہ اطہار کیلئے ضرور
 ہوتی اور ائمہ ہدی بھی بالاحکامات بغیر واسطہ بشر نبی تازہ ہوتے
 ان مذکورہ باتوں سے ایک بات بھی خیابان ائمہ طاہرین کیلئے
 متفق نہیں باوجود اس کے پھر ہم خیال کریں کہ حضرت علیؑ اور
 دیگر ائمہ ہدی علیہم السلام آنحضرت کے مرتبہ سے برابر نبوت رکھتے
 اس طرح کا خیال یقیناً شاعراً و عبقلاً نہرگز نہرگز درست نہیں
 بلکہ ایسا خیال بمقابل دیگر پیغمبران اولوالعزم کے حضرت علیؑ اور دیگر
 ائمہ ہدی کی شان کو گھٹانا ہے کیونکہ حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ
 وغیرہ پر تو کتاب خدا نازل ہوا اور نیز نزول وحی ہوا وہ سب
 بالاحکامات نبی ہوں اور شریعت تازہ رکھتے ہوں اور حضرت علیؑ اور
 دیگر معصومین سارے مثل آنحضرت نبوت و رسالت رکھ کر نبی تازہ نہیں
 اور شریعت تازہ رکھتے ہوں اور کتاب آسمانی بھی قرآن مجید کے
 سوا نازل نہیں اور ان پر نزول وحی نہیں اور بالاحکامات نبی نہیں
 پس اس سے بڑھ کر اب ائمہ ہدی کی کیا شان گھٹ سکتی ہے کیونکہ حضرت
 موسیٰ وغیرہ مفصول ہو کر تو صاحب شریعت تازہ و پیغمبر ہوں
 اور حضرت علیؑ ان سے افضل ہو کر آنحضرت کی شریعت سے تابع
 ہوں یہ تمام امور مناقض مراتب و منازل خیابان ائمہ آئنا عظم

علیہم السلام محض لفظ بعدی میں معنی طرف مکان لینے چھوڑ دیا ہے

حدیث منزلت کے لفظ بعدی میں

معنی طرف زمانی کو متغیر جانتا اور طرف مکانی کا معنی لینا اور اس میں
مفہوم مخالف پیدا کرنا یعنی لابی بعدی کا یہ معنی لینا کہ کوئی نبی بعد میرے
زمانہ سے نہیں ہے یا علی تو میرے زمانہ میں نبی ہے اس طرح کا مفہوم مخالف
پیدا کر کے ہمارے خیال نے معنی حدیث منزلت کو مختل کر دیا اگر ایسا ہی
مفہوم مخالف لیا جائے تو قرآن مجید اور احادیث کا معنی تمام مختل ہو جائے
مثلاً یہ آیت قرآنی قال سب اغضائی وھبائی مدگالا یلتغی لا فھدی

من بعدی یعنی جناب سلیمان پیغمبر نے کہا کہ اسے پروردگار میرے
بخش تو مجھ کو اور عطا فرما تو مجھ کو ایسا ملک جو نہ سزا دے اور نہ
کسی کے بعد میرے اس آیت کریمہ میں ہو لفظ بعدی ہے بنا پر خیال باقی
کے اس میں بھی معنی طرف زمانی لینا متغیر ہے کیونکہ معنی طرف
زمانی سے آیت مذکورہ کا یہ معنی ہوگا کہ بعد میرے زمانہ کے کسی کو بھی
ایسا ملک نہ سزا دے اور نہ عطا ہوگا یہ دلالت کرتا ہے میرے زمانہ میں سزاوار
ہوئے حالانکہ یہ خلاف مقصود متکلم ہے کیونکہ غرض حضرت سلیمان یہ ہے
کہ بعد میرے کسی کو ایسا ملک عطا ہی نہ ہو اور یہ ظاہر ہے کہ جو شخص
بعد اپنے زندگی کے جس چیز کو گوارہ نہ کرے تو اپنے زمانہ میں اس کو
کیونکر گوارا کر سکتا ہے اس طرح حدیث منزلت بھی ہے کہ بعد آنحضرت
کے کوئی نبی قیامت تک نہ ہوگا تو حضرت کے زمانہ میں کیونکر کوئی
نبی ہو سکتا ہے اس لئے کہ آنحضرت خود اپنے زمانہ کے آپ ہی نبی
مرسل موجود ہیں۔ غرض جب آیت مجیدہ مذکورہ میں معنی طرف زمانی

متعذر ہوئی تو ضرور ہو کہ معنی طرف مکانی کیجا کہ صریح حدیث منزلت
 میں لیگی تھی اسوقت میں یہ معنی آیہ مذکورہ کی سوئی کہ مجھے ۔۔
 ایسا ملک عطا فرما کہ بعد مگر صلیو ملک عطا ہو وہ مگر ملک سے پست
 مرتبہ نہ ہو بلکہ میرے ملک کے برابر ہو ۔ کیونکہ حدیث منزلت میں مکان
 عبارت مرتبہ کی تھی اور اگر مقصود سلیمان کا یہ ہوتا کہ سری زندگی
 میں کسی کو ایسا ملک عطا ہو نہ ہوتا قیامت تو ایسی عبارت ہونی
 چاہئے تھی لاینبغی لاحد فی حیاتی و بعد مماتی الی یوم
 القیامۃ جیسا کہ حدیث مذکور میں خیال کیا گیا کہ لاینبغی فی حیاتی
 و بعد مماتی ۲ الی یوم القیامۃ ہونا تھا جس خیال مذکور معنی اصلی
 و مقصود قلبی خیاب سلیمان کا مفقود ہو گیا اور اختصاص طرف زمان
 و مکان میں تھا وہ بھی فاسد ہو گیا اب بجز معنی سوم کے چارہ ہی نہیں
 کہ یہ معنی آیہ مذکورہ درست ہو جائے ۔ اور نیز موافق مفہوم مخالف
 مذکور کے اکثر معانی آیات قرآن مجید کی اور احکام شریعت عظام کے
 معاد امتداد ہو جائینگے نہایت قرآن مجید میں خداوند عالم فرماتا ہے و
 اکو مع الکر الکرین یعنی رکوع کرو تم رکوع کرو مکررے والونکے ساتھ برابر
 مفہوم مخالف کے لازم آتا ہے کہ اگر تم تنہا نماز پڑھیں تو رکوع نہ کریں
 اور نیز ارشاد ہوتا ہے یا ایہا الذین آمنوا قموا فی الصلوۃ
 فاعنسلو وجہکم و ایدیکم الی المرافق الہ اس آیہ کریمہ سے نماز
 لیواسطے وضو کا واجب ہونا ظاہر ہوتا ہے پس برابر مفہوم مخالف
 اگر نماز نہ پڑھیں تو وضو واجب نہیں حالانکہ طواف واجب کے لئے

اور مس کتابت قرآن مجید کیلئے بی وضو واجب ہے : قد تروا
وقاموا ۲ =

محفیٰ فرماتے ہیں کہ حدیث منزلت میں کہے امور غور طلب ہیں وہ یہ کہ یہ
حدیث آنحضرت نے کب ارشاد فرمائی اور کیوں ارشاد فرمائی اور جناب
امیر علیہ السلام کو نبوت کیون مستثنیٰ فرمایا اور فائدہ استثناء کا کیا ہے
اور لابیٰ یرجو ہے وہ کونسا ہے اور بعدی کے قید سے کیا فائدہ
ہے : جاننا چاہئے کہ جبکہ آنحضرت کو غزوہ تبوک پر پیش ہوا تو جناب
امیر مدینہ میں اپنی اہلیت کی حفاظت کیلئے آنحضرت نے چوڑ دیا اسپر
ایک گروہ نے کہا آنحضرت جناب امیر سے آرزو ہو نیکی وجہ سے
مدینہ میں حضرت علی کو چھوڑ گئے ہیں : یہ سماعت فرما کر جناب امیر
اپنے مقام سے نکلے اور راہ میں آنحضرت سے ملاقات کر کے کیفیت
عرض کی اسوقت آنحضرت نے فرمایا کہ کیا تم راضی نہیں ہو اسپر
کہ محمد مجھ سے وہ نسبت ہے کہ موسیٰ کو ہارون سے تھی مگر یہ کہ
میرے بعد پیغمبری نہیں ہے یہ سنکر جناب امیر المؤمنین نے عرض کی
کہ میں راضی ہوں : آنحضرت نے جناب امیر علیہ السلام کو پیغمبری
اس لئے مستثنیٰ فرمایا کہ ہارون پیغمبر اور وحی جو جناب موسیٰ کے
تھے اُن کا انتقال سامنے موسیٰ سے ہو گیا تھا اور آنحضرت نے جناب
امیر المؤمنین کیسا نئے رحلت فرمائی اور جناب امیر المؤمنین بعد آنحضرت
۳۰ سال تک زندہ اور سلامت رہے اور نیز خاتمیت آنحضرت مانع
نبوت حضرت علی تھی لہذا جناب امیر کو جناب رسالت کی پیغمبری

سے مستثنیٰ فرمایا اور استثناء وہ ہے کہ کلام سابق سے جو وہم پیدا ہوتا
 اوس کے دفع کرنیکی غرض سے کیا جاتا ہے جیسا کہ جانی القوم الانید الامین
 ہے یعنی آئی مرے پاس قوم مگر زید یعنی زید نہیں آیا از سبکہ زید
 قوم میں داخل تھا مقصود متکلم کا یہ ہے کہ زید جو نہیں آیا ہے اوسکو
 محیی (انا) سے خارج کرے لہذا زید کو مستثنیٰ کیا مگر زید مستثنیٰ ہوتا تو زید بھی
 محیی میں داخل ہوتا اور یہ خلاف مقصود متکلم ہے حدیث منزلت میں بھی
 ایسا ہی ہے کہ جناب ہارون جناب موسیٰ کے خلیفہ بھی تھے اور نبی
 بھی تھے اگر آنحضرت الّا اذہ لا نبی بعدی لقمانے تو جناب امیر علیہ
 السلام کی نبوت بھی متحقق ہوتی کیونکہ جناب امیر شراط نبوت مثل علم
 علم و فضل و عصمت و غیرہ میں موسیٰ و ہارون کے جو مستثنیٰ منہ میں شریک
 تھے اور آنحضرت پر خداوند عالم نے نبوت کو ختم فرمادی جیسا کہ آیہ و
 ما کان محمد الا احدا الہ اور نیز احادیث کثیرہ سے ثابت ہے کہ جیسا
 کہ قبل ازین مذکور ہو چکا ہے اور نیز مذکور ہو گا لہذا آنحضرت نے نبوت
 سے جناب امیر کو مستثنیٰ فرمایا بلکہ حدیث مذکور سے جنس نبی کی
 نفی ثابت ہوتی ہے یعنی عام ازین کہ پست مرتبہ کا یا بربر مرتبہ کا یا آنحضرت
 سے بلند مرتبہ کا کسی قسم کا کوئی نبی بعد آنحضرت کے بوجہ خاتمیت قیامت
 تک نہ ہو گا اگر کسی قسم کا نبی ہوتا تو الّا اذہ لا نبی بعدی یہ جملہ اور استثناء
 لغو اور عبث ہوتا اور معصوم سے صدور عبث نہیں ہوتا اور بعدی کی
 قید کا فائدہ یہ ہے کہ خلافت جناب امیر المومنین حیات آنحضرت اور
 بعد ممات آنحضرت ہر روزانہ کو شامل ہے بعدی جو ظرف زمان ہے
 اگر ہوتا تو نسل ہارون خلافت حضرت امیر المومنین بھی فقط زمان چھا

انحضرت میں "قیامتی" وافضوا واحفظوا ولا تقاوا۔

(حدیث نمبر ۱۱)

کتاب کافی میں یہ مضمون حدیث ہے کہ معصوم نے فرمایا کہ قولوا فیئنا ما
شدت الا ان تقولوا یٰ ربنا دلنا بتنا واکت فضلنا یعنی کہو تم میں
میں ہمارے جو کچھ چاہو مگر یہ کہ کہو تم بس ہمارا حکو پرورش کرتا ہے اور
ہرگز نہ پیو گے تم کو یہ فضل کو ہمارے اس رب سے یہ خیال نکلیا جائے
کہ نبوت و رسالت درجہ بہتہ تو نہیں ہے۔ پس ایسے
کی نبوت و رسالت بھی واجب الوجود ہے تو البتہ امام علیہ السلام کو
خارج فرماتے۔ پس خارج مکرنا نبوت و رسالت کو دلیل قطعی سے واسطے ثبات
نبوت و رسالت ایسے علیہ السلام کے حدیث مذکور میں غور کرنا چاہئے
کہ جو لفظ فیئنا واسطے جمع کئے ہیں اُن میں جناب رسول خدا ہی ایاد اہل
ہیں یا نہیں ہیں تو آنحضرت کی منفنوایت اور جناب ایمنہ ہدی کی انضیلت
لازم آتی ہے۔ یعنی جناب ایمنہ ہدی کے ایسے فضائل و مراتب ہیں کہ
غیر از کہ بیتیہ جو چاہیں کہہ سکتے ہیں اور آنحضرت کو نہیں کہہ سکتے ہیں اس
کی انضیلت و مراتب آنحضرت بمقابل جناب ایمنہ ہدی علیہم السلام ظاہر ہوتی
ہے۔ پس معاذ اللہ آنحضرت مفعول اور ایمنہ ہدی کی افضل ہوئے
حالانکہ آنحضرت افضل ہیں اس لئے کہ آنحضرت بشوع اور
ایمنہ ہدی تابع ہیں اور آنحضرت نبی مرسل اور پیغمبر اولوالعزم
اور موسیٰ شریعت ہیں۔ اور جناب ایمنہ ہدی اوصیائے

آنحضرت اور حافظ شریعت ہیں۔ اور نیز اس خیال سے بڑی صحیح بلا مرجح لازم آتی ہے پس بوجہ لزوم نقایص مذکورہ آنحضرت بھی فینا میں داخل ہیں اس صورت میں نبوت و رسالت کیونکر واجب الوجود خارج ہو سکتی ہے۔ اور نیز نبوت و رسالت کو خارج نہ کرنا آنحضرت کے فینا میں داخل ہونے کی دلیل ہے پس معنی حدیث کا یہ ہوگا کہ غیر از ربوبیت جو چاہا ہو جسکو کہو عام ازین کہ نبوت ہو یا رسالت و ولایت و امامت من حیث مجموع رکعتی ہیں جیسے جناب رسالت و امامت اور بعضے فردین ہماری فقط ولایت و امامت کہتے ہیں جیسے امام ائمہ اثنا عشر علیہم السلام میں جناب رسالت کو بخیر و برکت وغیرہ وغیرہ کہہ اور جسکو امام و ولی کہو۔ حالانکہ ذکر نبوت و رسالت حدیث میں مقتصد و معصوم کا بیان ظاہر ہوتا ہے کہ چھٹا والحمد للہ کو خداوند عالم نے اپنے صفات الکیا الکیہ کا منظر گرہ لیا ہے۔ پس ہم میں صفات الکیا الکیہ الہیہ کو شاہدہ کر کے کہو خدا نہ کہو بلکہ ہمارے واسطے رب کو قرار دیکر جو چاہا ہو ہماری شان میں کہو۔ اور نبوت و رسالت خدای تعالیٰ کے صفات سے نہیں۔ جسکو معصوم خارج فرماتے فتداین و ولا تغفلوا۔

(حدیث نمبر ۱۲)

کتاب غایتہ المرام باب صد و شصت و شت میں مرقوم ہے
عبداللہ ابن مسعود کہتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین کو رکوع و سجود میں
میں نے دیکھا کہ بعد نماز کہتے ہیں اللہم بحرمتہ محمد عبدک
و رسولک اغفر لنا طیبتین من شیعتی یعنی

خداوند بجزا مت محمدؐ کہ بندہ اور رسول تیرا ہے میرے گنہگار شیعوں کو بخشدے عبد اللہ ابن مسعود کہتے ہیں کہ پھر جناب رسول خدا کو دیکھا میں نے رکوع اور سجود میں کہتے ہیں اللہ صبحہ عبد اللہ و ولیک علیٰ اعفٰی للعاصیین من امتی یعنی خداوند ابھرت علی جو تیرا عبد اور ولی ہے میرے گنہگار ان است کو بخشدے ابن مسعود کہتے ہیں کہ میں ترس و بیم سے بیہوش ہو گیا جناب رسول خدا نے سر بلند کر کے فرمایا ابن مسعود آیا کفر بعد از ایمان۔ میں نے عرض کی کہ پناہ بعد ا کہ میں کافر ہوں لیکن جب علی کو دیکھا میں نے کہ آپ کے حق کے واسطہ سے خداوند عالم سے سوال کرتے ہیں اور آپ کو دیکھا کہ حضرت علی کے حق کے واسطہ سے اپنی است کیلئے طلب مغفرت فرماتے ہیں اس سے مجھے حیرت ہے کہ کون ایک نور سے افضل ہے جو غیر خدا نے فرمایا ابن مسعود حق تعالیٰ نے مجھ کو اور علی کو اور حسن و حسین کو اپنی نور عظمت سے دھندلا کر سال قبل پیدائش مخلوق پیدا فرمایا اور سوقت نہ تسبیح تھی نہ تقدیس بعد از ان میرے نور کو شکاف فرمایا۔ اور اس سے آسمان اور زمین کو پیدا فرمایا اس سے عرش اور کرسی کو پیدا کیا اور علی عرش و کرسی سے جلیل تر ہے تا آخر اس حدیث نورانی سے کمال نور علی شامق الطور روشن ہے کہ حضرت رسول اور حضرت علی اور جناب سینین علیہم باعقاب حقیقت و خلقت نورانیت باہم گیر ساوی ہیں اس سے یہ خیال نہ کیا جائے کہ مساوات خلقیہ متلزم اسکو ہے کہ جو حضرت محمدؐ

اربعہ ولایت و امامت و نبوت و رسالت رکھتے ہیں حضرت علیؑ ہی نبوت و رسالت رکھتے ہیں کیونکہ مساوات خلقیہ تسلیم اسکو نہیں ہے اس لئے ظاہر ہے کہ نبی آدم سب کے سب مساوات خلقیہ رکھتے ہیں اور نیز باعتبار حقیقت مساوی ہیں۔ پھر کس لئے تفاوت و تفارق میں مراتب و مناصب وغیرہ میں رکھتے ہیں علاوہ براین ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبرؑ کی خلقت محض نور آنحضرتؐ سے ہے جیسا کہ حدیث نمبر ۱۳ میں مذکور ہوا۔ پھر ہر گز مراتب و مناصب مدارج میں کون فرق نہیں کرتا میں کیوں دیگر انبیاءؑ مثل جناب موسیٰ و عیسیٰ وغیرہ کے الوافع نہ ہوئے۔

و انھما و لا تغفلوا

(حدیث نمبر ۱۳)

کتاب حق الیقین بیان اثبات رجعت صلاۃ چاپ ایران میں نعمانی روایت کی ہے حضرت امام محمد باقرؑ سے کہ جب قائم آل محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام باہر آئیں گے خداوند عالم ان کی یاری کرے گا۔ ساتھ ملائکہ کے۔ اور حج محض کہ ان سے بیعت کرے گا وہ حضرت محمدؐ ہوں گے بعد ازان حضرت علیؑ آنحضرتؐ کی بیعت سے یہ خیال نہ کریں کہ حضرت و مناصب الامرؑ ہی نبوت و رسالت رکھتے ہیں ورنہ بیعت اوس شخص سے نہ ہو جو دارائے مراتب اربعہ مذکورہ نہ ہو قبیح ہے اور مستلزم بیعت افضل بمفضول ہوتی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ امام و وازو ام و ولایت و امامت کے سواے نبوت و رسالت رکھتے ہیں اس امر کو نظر فرمائیے

جانا چاہئے کہ آنحضرت کا صاحب الامر سے بیعت فرمانا دو حال سے خالی
 نہ ہو گا یا معاذ اللہ۔ بلحاظ اپنی محکومیت و تابعت کے بیعت فرمائیں گے یا طاعت
 کرنے شرافت و کرامت جناب صاحب الامر کی جو امت پر مخفی ہے بیعت
 فرمائیں گے۔ ان ہر دو صورت سے صورت اولیٰ اعتقاد شرعاً و عرفاً کسی طرح
 جائز ہی نہیں ہے اس لئے کہ کوئی پیغمبر اپنے وصی اور جانشین کا محکوم و تابع نہیں ہو سکتا
 بلکہ وصی ہو گا و تابع اپنے پیغمبر کا ہوتا ہے اور یہی طریقہ حضرت آدم سے حضرت
 عیسیٰ ہر پیغمبر اور اس کے وصی کے قیام جاری رہا اور خداوند عالم اپنے طریقہ
 کے خلاف نہیں فرماتا۔ چنانچہ ارشاد فرماتا ہے وَلَسْتُ تَجِدُ لِمَنْتَ اللّٰہُ
 تبدل بلا پس جو وقت صورت اولیٰ مستقر ہوئی تو لامحالہ صورت ثانیہ
 محقق ہوئی۔ یعنی بیعت کرنا آنحضرت کا محض بنظر اظہار شرافت و کرامت
 جناب صاحب الامر کے ہے جو عالم پر مخفی ہے بجز اسکے اور کسی جہت سے
 بیعت آنحضرت کی نہیں اور اس سبب سے لازم نہیں آتا کہ جناب
 صاحب الامر داد اسکے مراتب اربعہ مذکورہ ہو کر من جمیع الوجہ آنحضرت
 کے مساوی ہوں۔ بالفرض اگر جناب صاحب الامر علیہ السلام بدون
 تعادلت آنحضرت سے مساوات رکھتے ہوں۔ تو اس صورت میں بیعت
 کرنا آنحضرت کا حضرت امام دوازوم سے کیا معنی۔ اور نیز ترجیح باحد
 استادین لازم آتی ہے اور مرجع جناب صاحب الامر میں کیا چیز ہے
 جس کے سبب آنحضرت اپنے پوتے اور اپنے وصی سے بیعت فرمائیں گے
 جب مرجع ثبات ہو گا تو یہ مساوات قطعاً باطل ہوگی اور اگر کوئی
 امر مرجع ثبات نہ ہو گا تو ترجیح بلا مرجع لازم آئیگی۔ اور یہیہ ہدایت

باطل ہے پس ان صورتوں کے باطل ہونے سے صاف معلوم ہو گیا کہ
 کہ آنحضرت جمیع مخلوقات سے اور اپنے اوصیاء یقیناً افضل ہیں۔
 اور جناب آئمہ ہدیٰ کا مفضول ہونا اور تابع ہونا بایات و احادیث سے
 ثابت ہے چنانچہ سورہ انفال رکوع ۱۰ میں خداوند عالم فرماتا ہے یا ایہا
 النبی حبیب اللہ ومن اتبعک من المؤمنین
 یعنی اے رسول کافی ہے تجکو خدا اور مومنین سے وہ شخص جو تیرا مطیع ہے
 اور کتاب آیات جلی میں لکھا ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام اس آیت
 کی تفسیر میں اپنے آباء سے طاہرین سے روایت کی ہے کہ یہ آیت جناب
 امیر علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی۔ اور یہ روایت تفسیر عمدة البیان
 میں بھی موجود ہے اور تفسیر جناب البیت علیہم السلام سے ہی یہی مفہوم ہے
 کہ اس آیت میں مومنین سے مراد جناب امیر ہیں اور یہ صاف ظاہر ہے کہ
 جو اطاعت رسول کی آپ نے کی ہے کسی سے وقوع میں نہیں آئی۔ اور نیز
 سورہ یوسف رکوع ۲۱ میں خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے قل هذا سبیلی
 ادع الی اللہ علی البیروانا ومن اتبعنی یعنی کہدے اے رسول
 کہ یہ میرا راستہ ہے جس پر تین خدا کی طرف بلاتا ہوں میں اور میری متابعت
 کرنے والا بھیرت اور دشمنی پر قائم ہیں ان دونوں آیتوں سے جناب
 امیر کا تابع رسول ہونا اور حضرت رسول کا بتوع ہونا ثابت ہے اور نیز علیہ السلام
 کا باب نفی العلوفہ ۲۵ میں مرقوم ہے ہا سنا و عن ابن زبیل
 عن حشا و بن سلع عن الشامی قال قال علی بن الحسین

كان على الله عبداً صالحاً آخر رسول الله ما نال الكرامة
 من الله الا بطاعته لله ورسوله ما نال رسول الله الكرامة
 من الله الا بطاعته لله ورسوله ما نال رسول الله الكرامة
 في كرمه صلى الله عليه وسلم اور برادر رسول اللہ میں نہیں پہنچے وہ جناب بزرگی
 کو مگر یہ سب طاعت خدا و رسول کے اور نہیں پہنچو رسول اللہ بزرگی کو مگر
 یہ سب طاعت خدا کے۔

اور آیت وما یعلم تا ویلہ الم کی تفسیر میں جناب امام حنفی
 علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہم رآخون نے العلم ہیں اور حضرت رسول صلعم
 سے افضل تھے۔ اور یہ بات تفسیر صافی و آیات جلی سے مجھلی ہے
 میں آیات و احادیث سے آنحضرت کا بتووع و افضل مہنا اور جناب
 ایضاً اثنا عشر علیہم السلام کا تابع و مغفول ہونا ثابت ہوا۔ پس بار جو فضل
 ہونے آنحضرت کے جناب صاحب الامر سے بیعت کرنا غیر اظہار شرافت
 جناب صاحب الامر کے کوئی اور امر تصور نہیں ہو سکتا جیسا کہ آنحضرت
 نے بغیر اظہار جلال جناب امیر۔ جناب امیر کو خانہ کعبہ سے بتوں کو
 گرانے کے وقت اپنے دوش مبارک پر اٹھایا اور اسی طرح جناب حسین
 علیہ السلام کو اپنے کاندھوں پر اور کہیں اپنی پشت پر آنحضرت سوار کرتے
 تھے اور بغیر اظہار امت جناب یسہ علیہا السلام کا استقبال فرماتے
 تھے اور دست مبارک کو بوسہ دیتے تھے و انھو ادا حفظوا

ارباب بصیرت و بصارت اعد صاحبان ایمان و ایقان پر نفی
 نہیں کہ جناب ائمہ ہی علیہم السلام کے یعنی رسول ہیں نہ میں جناب

جناب رسالت مآب اور خود جناب امیر ہدی سے احادیث کثیرہ وارد ہیں
منجما دن کے اس کتاب میں چند حدیثیں لکھی جاتی ہیں۔ جلد سابع بحار
۲۶۵ سنہ میں سلمان رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ فرمایا جناب امیر المؤمنین
علیہ السلام صارت محمد خاتم النبیین وصرت انا خاتم الوصیین وصار محمد نبیاً و صرت
وصرت انا صاحب امر البیئی یعنی محمد خاتم النبیین ہوئے اور میں خاتم الوصیین ہوا
اور محمد نبی مرسل ہوئے اور میں صاحب امر البیئی ہوا۔

اس حدیث شریف میں جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کا خاتم الوصیین ہونا جو مذکور
ہے اس کے سیکو یہ خیال پیدا ہو کہ جب جناب امیر علیہ السلام خاتم الوصیین
ہیں تو امام حسن مجتبی علیہ السلام سے لیکر تا امام دوازہم علیہم السلام تک گیارہ
وصی کیسے ہوئے۔ جاننا چاہئے کہ خاتم الوصیین کا یہ معنی ہے کہ جسے حضرت
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ خاتم الانبیاء ہو کر نبوت انبیاء کو ختم فرمادے
کہ قیامت تک بعد آنحضرت کے کوئی نبی نہ ہو گا جیسا کہ آیت و ملاکان
محمل الح اور نیز احادیث کثیرہ سے ثابت ہے ایسا ہی جناب امیر المؤمنین
علیہ السلام خاتم و آخر اوصیاء ہو کر وصایت اوصیائے انبیاء کو ختم فرمادے
چنانچہ جلد نہم بحار ص ۳۱۱ میں مرقوم ہے کہ نبی خاتم و آخر ملک
یعبر الست و اعلیٰ خاتم و آخر اوصیاء۔ یہ معنی ہے خاتم الوصیین کا اظہار
ہے کہ جب کوئی نبی نہ ہو گا تو بالضرور کوئی وصی بھی نہ ہو گا لہذا جناب امیر علیہ السلام
خاتم الوصیین ہوئے اور گیدہ امام علیہم السلام یہ سب اوصیائے حضرت
رسول ہیں۔ کسی دوسرے۔

نبیوہ

جلد نہم بحار ص ۳۱۱ ابن عباس از رسول خدا روا۔

کہ آنحضرت فرمودند مطلع گردید خداوند عالم براہل زمین اختیار نمود و برگزیدہ
مرا از پائے نبوت پس مرا پیغمبر خود گردانید تا نیا مطلع شد براہل زمین برگزیدہ
انبیاء آہنا علی ابن ابی طالب علیہ السلام گردانید بعد از ان امر نمود علی را
بر اور و صی و خلیفہ و وزیر خود گردانم یعنی ابن عباس نے حضرت رسول خدا
سے روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ مطلع ہوا خداوند عالم اہل زمین
پر پس اختیار کیا اور برگزیدہ کیا محمد کو واسطے نبوت کے پس محمد کو اپنا پیغمبر
کیا اس حدیث میں جو فقط ذکر نبوت ہے اس سے یہ حال نکلیا
جائے کہ او سمرات بنی شل ولایت و امامت و رسالت کے نہ تھی اس لئے
جس زمانے میں آنحضرت بنی تھے اس زمانے میں رسالت کو لا نیست
و امامت ہی حضرت کو حاصل تھی شل اور انبیاء کے بتدیج مراتب حاصل
نہیں ہوئے۔ تا نیا مطلع ہوا اہل زمین پر پسند کیا در میان سے اول کے
علی ابن ابی طالب کو اور امام کیا بعد از ان حکم فرمایا کہ علی کو بجائی اور صی
اور خلیفہ اور وزیر اپنا گردان میں۔

مسئلہ۔ بعد مسئلہ سہ میں حضرت امام خضر صادق علیہ السلام
حدیث طولانی مروی ہے تا انکہ آنحضرت فرمودند کہ بنی آدم از پدرم حضرت
محمد باقر علیہ السلام و او از پدرش حضرت علی ابن ابی طالب و او از حضرت
امیر المومنین علیہ السلام از حدیث طولانی و مختصر روایت خداوند عالم
فرمودند واجب و افضل افرایش از برائے انسان معرفت و شناختن
پروردگار حق معرفت است کہ خدا را یگانہ و اندو بے ہمتا بعد از معرفت
خدا واجب است معرفت رسول خدا اقل معرفت پیغمبر اقرار کردن

بر نبوت اوست بعد از معرفت اول واجب است معرفت امام و اقل
 معرفت امام آنست کہ اور اور جمیع صفات مثل پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ
 بہ اندر بخیر مقام و مرتبہ نبوت یعنی فرمایا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام
 کہ شنایم۔ طلبی پذیر نیز گوارے اور وہ جناب یعنی پدر بزرگوار جناب
 امام زین العابدین علیہ السلام سے اور وہ جناب حضرت امیر المومنین علیہ السلام
 روایت کی ہے نفس رویت خداوند عالم میں فرمایا جناب امیر علیہ السلام نے
 کہ واجب و افضل و فریض و اسلئے انسان کے معرفت اور پیمانی پروردگار
 کا ہے اور حق معرفت رہے کہ خدا کو نیگا دجائین۔ اور بے ہمتا بعد از معرفت
 خدا واجب ہے معرفت رسد لحد اور اقل معرفت اقرار کرنا نبوت پر او کی ہے
 بعد از معرفت رسول معرفت امام اور اقل معرفت امام وہ ہے کہ او کو پیغمبر امام
 کو جمیع صفات میں شایع پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ و جلالہ بن بخیر مقام و مرتبہ نبوت
 کے۔

حدیث (۴) ایضا ہمہ حاصل است۔ امام مرقم سے کہ نبی خاتم و آخر پیغمبر
 و علی خاتم و آخر ہمہ او صیلا بلافصل۔ اندر رسول خدا مروتیت کہ فرمود رسول خدا
 من خاتم پیغمبرانم و یا علی خاتم اولیا هستی یعنی حضرت رسول سے مروی ہے کہ
 فرمایا جناب رسول خدا نے کہ میں خاتم پیغمبران ہوں اور تو علی خاتم الاولیاء
 ہے۔

حدیث (۵) ہنم باب بخاریب۔ بواع منابت ضہا ۱۹
 میں سلیم بن قیس سے روایت ہے کہ ابابک شخص نے جناب امیر علیہ السلام
 سے عرض کی کہ جزوہ مرا از بہتر منقلبہ کہ از رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و جلالہ

شہادت فرمودند کہ در غدیر خم مرا نصب نمود۔ بام خداوند ولی گردانید
و در حق من فرمود یا علی در نزد من بمنزل ہارون ہستی در نزد موسی بنجر مقام
نبوت۔ نہ کہ بعد از من دیگر پیغمبر مبعوث نخواہد شد یعنی اگر غیر از من پیغمبر
مبعوث میگردد انبئہ تو بودی آن پیغمبر یعنی جزو یکجہ محکو بہتر منقبت سے
کہ رسول خدا صلی علیہ وسلم تہا سے فرمایا جناب امیر علیہ السلام نے غدیر خم
میں مجکو ایسا کیا بحکم خدا ولی گردانا آنحضرت نے اور میرے حق میں فرمایا
کہ یا علی نزد اب میرے بمنزل ہارون ہے تو نزدیک موسی کے بنجر مقام نبوت
کے واسطے کہ یہ میرے کوئی پیغمبر مبعوث نہ ہوگا یعنی اگر سوائے میرے کوئی
پیغمبر خداوند عالم مبعوث فرماتا تو وہ پیغمبر تو ہوتا۔

حدیث (۶۱) ہم بخاری نے محمد بن حنین و جمع دیگر اصحاب از حضرت
ابی عبد اللہ روایت نموده اند کہ آنجناب فرمودند کہ بخدا سوگند کہ شبہہ مذکور
امیر المؤمنین کہ فرمودند بحق خدا قسم کہ عطا فرمودہ است خدای تبارک و تعالی
بمن شہید نیز کہ باحد سے قبل از من عطا نہ فرمودہ است سوائے نبوت۔ بل ہم
بخاری میں مرقوم ہے کہ محمد بن حنین اور ایک جماعت اصحاب سے
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا اور جناب
نے بخدا سوگند کہ شنائین نے کہ فرمایا امیر المؤمنین نے قسم بخدا عطا فرمائی ہیں
خدای تبارک و تعالی نے مجکو نو چیزیں کہ قبل میرے کسیکو عطا نہیں فرمائی
پس سوائے نبوت کے۔

حدیث (۷۱) جلد سابع بخاری باب محدثون و مسنون ۲۹۱ سے ۳۵

حمران راوی سے وہ کہتا ہے انی اتیت ابا جعفر فقلت اللس
 حدثنی ان علیا کان محدثا قال بلی قلت من یحدث قال ملک
 یحدث قال قلت اقول اندخی اور رسول قال لا بل مثله مثل
 صاحب سلیمان و مثل صفا موسیٰ مثله مثل ذی القرنین یعنی حمران راوی
 ہے کہ میں حاضر خدمت امام محمد باقر علیہ السلام میں عرض کی میں نے کیا نہیں فرمایا
 آپ نے کہ یہ تحقیق علی محدث ہیں حضرت نے فرمایا ہاں۔ کہا میں نے
 کون جانتا ہے کہ اسے ان سے فرمایا ملک کہا میں نے کہوں میں تحقیق
 علی نبی ہیں یا رسول ہیں فرمایا امام باقر علیہ السلام کے لا یعنی حضرت
 علی نبی یا رسول نہیں بلکہ مثال ان کی۔ مثل صاحب سلیمان اور ذی القرنین
 موسیٰ کے ہے۔ مثال ان کی مثل ذی القرنین کے ہے

حدیث نمبر ۸) اس کتاب مذکور میں اور باب مذکور صلیبی میں
 نیز مرقوم ہے حمران بن عیین نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے
 عرض کیا یا ابن رسول اللہ میں نے ارشاد فرمایا ہے کہ حضرت علی محدث
 ہیں۔ اور نیز دیگر ایسی ہی۔ حضرت نے ارشاد فرمایا ہاں راوی نے
 عرض کی انا القول اندخی اور رسول لایعنی میں کہوں یہ تحقیق کہ علی
 نبی ہیں یا رسول ہیں معصوم نے فرمایا لا بل مثله یعنی حضرت علی
 نبی یا رسول نہیں ہیں بلکہ مثل نبی اور رسول ہیں اور مثل صاحب موسیٰ۔
 اور ذی القرنین کے ہیں صاحب موسیٰ اور ذی القرنین سے یلاش یا خضر
 مراد ہیں جو نبی نہ تھے اور اسی کتاب اور اسی باب میں سے کہ
 راوی نے جب کہا کہ حضرت علی نبی یا رسول ہیں تو حدیث میں ہی لکھا
 ہے کہ حضرت علی نبی یا رسول ہیں معصوم نے اپنے دست مبارک سے لکھا

حرکت دیکھ کر فرمایا: ای لا تفل بن بل اقل محبت

حدیث ۹

اور نیز کتاب سلج بجا ص ۹۳ کے شروع میں ہے کہ یہی حمران بن اعین نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کی کہ یا بن رسول اللہ صاحب موسیٰ اور ذوالقرنین سے کیوں تشبیہ فرماتے ہیں تو ارشاد ہوا: کاناعالمین ولم یکتب ابنین یعنی وہ دونوں عالم تھے۔ اور بنی نہ تھے اور یہی حدیث شرح اصول کافی باب پنجاہ و سیدوم باب فی ان الایمہ ص ۳۳ میں بھی قوم ہے

حدیث ۱۰

جلد سلج بجا باب ارواح التی فیہم ص ۱۶۴ سے ۶۸ عن حمران بن اعین قال قلت لابی عبد اللہ اکینبیاء انتھ قال لا یعنی حمران بن اعین نے عرض کی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام آپ انبیاء ہیں فرمایا نہیں پھر راوی نے عرض کی اناک قلت انا انبیاء یعنی یہ تحقیق کہ کہا آپ نے کہ ہم انبیاء ہیں امام علیہ السلام نے فرمایا لما قل ذلک وکذب علی یعنی میں نے نہیں کہا ایسا اور اس سے جھوٹ کہا ہے اور پرہارے مراد یہ ہے کہ جس نے ہماری طرف سے ایسا کہا ہے اس نے ہم پر تمہت کی ہے۔

حدیث ۱۱

جلد سابع بجای باب ۱۱۵ محمد ثون مغمون والشرق بینہم
 و بین الانبیاء ۱۱۶ علامہ مجلسی تحریر فرماتے ہیں -
 الفرق بین الامۃ وغیر اولی الغرہ من الانبیاء والاروصیاء
 ان الامۃ نواب للرحول الیبلغون الا بالذیۃ واما الانبیاء
 وان حکماؤہا بعینہ بشرعہ بینہم لکنہم مبعوثون بالاصالۃ
 و ان مبعوثین بالانابة اشرف من ثلاث الاصلۃ
 بالانابة لان انہم اشرف الانعوان بعد کم کوہم انبیاء بانہم
 اشرف وافضل من غیر بنیام من الانبیاء والاروصیاء
 والاعزہ من جہتہ لعدم انصافہم بالنبوۃ الارعاۃ جلالۃ خاتم
 الانبیاء یعنی مجلس علیہ الرحمہ سابع جار میں فرماتے ہیں کہ فرق دہان
 بناب آیہ ہدی و انبیاء اولو الغرہ اور اوصیاء سے سابق کے تحقیق کہ
 ایمہ ہدی نامی رسول احکام الہی ملنن پہنچاتے ہیں مگر نیابتہ اور لیکن
 انبیاء اگرچہ دوسرے پیروں کی شریعت تابع ہیں لیکن بالاصالۃ
 نبوت پر مبعوث ہوتے ہیں اور نیابت ایمہ ہدی اشرف ہو اور اس اصالت
 سے ضرور ہے واسطے ہمارے اعتقاد کہہیں ایمہ ہدی انبیاء نہیں ہیں
 باوجود اسکے تحقیق کہ ایمہ ہدی تمام سوا کے حضرت کے انبیاء اور اوصیاء
 سے افضل و اشرف ہیں۔ اور نہیں جہانتے ہیں ہم عدم انصاف نبوت
 کو ان کے مگر رعایت جلال خاتم الانبیاء رکھے۔

حدیث ۱۲

جلد سابع بحار باب انفی القلوب فی البیوہ الامتہ ص ۲۶۷
 بعد حدیث بعد لانی جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں فتنہ ادعی
 النبیاہ ربوبیتہ و ادعی للامتہ ربوبیتہ و نبوۃ او لغیر الامتہ
 امامتہ فحن براء فی ان فیہ الا حرج یعنی جناب امیر علیہ السلام
 فرماتے ہیں کہ جو شخص ادعا کرے واسطے انبیاء کے ربوبیتہ کا اور
 ادعا کرے واسطے امیر کے ربوبیتہ کا یا نبوت کا بس ہم بنیرارہیں اس
 شخص سے دنیا اور آخرت میں۔

حدیث نمبر ۱۳

اسی کتاب اور اسی باب کے ص ۲۵۲ مرقوم ہے عن یحییٰ بن
 خنیس قال قال ابو عبد اللہ یا عبد اللہ ابرہہ الخ
 قال انا الانبیاء یعنی فرمایا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے
 یا عبد اللہ بیزاری چاہتا ہوں میں اور کل شخص سے کہ جس نے
 کہا ہم انبیاء ہیں۔

حدیث نمبر ۱۴

اسی کتاب کے ص ۲۵۲ مرقوم ہے محمد بن مسعود
 عن عبد اللہ بن محمد بن خالد عن الوشاء عن جعفر ابیہنا
 عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال بانبا انبیاء فعلیہ لعنت اللہ
 ومن شک فی ذلک فعلیہ لعنت اللہ یعنی فرمایا جناب امام جعفر
 صادق علیہ السلام نے یہ تحقیق کہ جو ہر انبیاء کے پس او سپر لعنت خدا

اور جو شخص کہہ مارے انبیاء ہونیکا شک کرے پس اوس پر لعنت خدا۔

حدیث نمبر ۱۵

اسی کتاب اور اسی باب وصفو آ کے سنت میں مرقوم ہے عن ابی بصیر قال قال ابو عبد اللہ یا ابا محمد ابو جهمین یزید عدا انا الانبیاء بس سی اللہ صنفہ فقال أبی جهمین یزید عدا انا انبیاء قلت ہر حال اللہ صنفہ یعنی فرمایا امام جعفر صادق نے بیزاری رکھتا ہوں میں اوس شخص سے کہ جو گمان کرتا ہے کہ ہم رب ہیں بیزار ہے اوس سے اللہ فرمایا اوس جناب نے کہ بیزاری رکھتا ہوں میں اوس شخص سے کہ جو گمان کرتا ہے کہ ہم انبیاء ہیں راوی نے کہا کہ اللہ بری ہے اوس شخص سے

حدیث نمبر ۱۶

نیز اسی کتاب یعنی جلد سابع بحار باب نفی الغلو فی البنی والایہ ۲۵۷ میں مرقوم ہے محمد بن الحسن و عثمان معاً عن محمد بن زیاد عن محمد بن محمد بن الحسن عن الجمال عن ابی مانع عن الحضری عن ابی العباس القیاق قال تذکر ابن ابی یعفور ومعلی بن خنیس فقال ابن ابی یعفور الاوصیاء وعلیاء وبراثر القیاء وقال بن خنیس الاوصیاء انبیاء قال فذخرا علی ابی عبد اللہ علیہ السلام فلما استقرتہ مجلسہما قال فیما ہما ابو عبد اللہ فقال یا عبد اللہ یزید عدا ہما فن قال انا الانبیاء یعنی کہا ابو العباس نے ابن ابی یعفور اور معلی بن خنیس ان دونوں سے تذکرہ ہوا۔ ابن ابی یعفور نے کہا الاوصیاء علیہما السلام

اتقیا ہیں اور ابن خنیس نے کہا کہ اوصیا انبیاء ہیں حاصل یہ ہے کہ یہ دونو حاضر خدمت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ہوئے فرمایا امام علیہ السلام نے یا عبد اللہ میں بیزار ہوں اوس کہے کہ جس نے ہلکوا کہا انبیاء ہیں۔

حدیث نمبر ۱۷

شرح اصول کافی مطبوعہ نو لکھنؤ باب پنجاہ وسوم اصل باب فی الایمان علیہم السلام ۲۵۳ سلاطین مرقوم ہے حال ابو عبد اللہ علیہ السلام انما الوقوف علینا فی انحلال و انحرام فانما النبوة فلا حاصل اسکا یہ ہے کہ واجب خلافت ہے یا ذکر ہے جسکو وہ کر سکتے ہیں اور جسکو نہیں کر سکتے ہیں لیکن نبوت نہیں ہی لینے ہلکوا وحی نہیں پہنچتی ہے جو ہم نے نقل کریں۔

حدیث نمبر ۱۸

شرح اصول کافی باب مذکور ومنہ مذکور سلاطین مرقوم ہے سمعت ابا عبد اللہ علیہ السلام یقول ان اللہ عز وجل ذکرہ ختم نبیکم النبیین فلا نبی بعدا ابدًا و ختم کتابکم الکتاب فلا کتاب بعدا ابدًا الخ یعنی حضرت امام جعفر صادق فرماتے ہیں تحقیق کہ اللہ جل ذکرہ نے ختم فرمایا تمہارے نبی پر انبیاء کو پس کوئی نبی بعد اوستے نہیں ہے ابدًا اور ختم فرمایا تمہاری کتاب (قرآن) پر کتاب کو پس کوئی کتاب بعد اوستے نہیں ہے ابدًا۔ اس حدیث سے

صاف ظاہر ہے کہ قرآن مجید خاتم الکتب ہے اور آنحضرت خاتم الانبیاء
 ہیں قیامت تک کوئی نبی نہ ہوگا۔ اور نہ کوئی کتاب نازل ہوگی۔
 ختم نبیکم البین کا معنی ختم کیا تمام کیا ہے اسی طرح ختم کیا بکم الکتب کا
 معنی ہے۔ اسی لفظ ختم سے خاتم الانبیاء ہونا آنحضرت کا واضح ہے
 معنی اگستہ ہر غیر وہیں کیونکہ فلا البین کا معنی بعد کا مثل آں کتاب نصف النہار
 کے اوس کو بتلارہا ہے کہ اُن حضرت پر نبوت ختم ہوگی۔ پس یہ آیت اور
 حدیث میں خاتم النبیین کا لفظ ہے معنی اوس کا حکم کثرت نبوت ہے
 نہ معنی ہر ہے نہ معنی اکثر ہے نہ کامل جیسا خاتم الذکرین وغیرہ میں
 خیال کیا جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۹

کتاب شرح اصول کافی ۳۵۳ سن۲ میں مرقوم ہے عن سدید
 قال قلت لرحمۃ اللہ علیہ السلام ان قومًا یزعمون انکم المصلحون
 یملون علیٰ اذلک قرآنًا وھو الذی فی السماء الہ و فی الارض
 الہ نقال باسد برسمعی و بصری و بشری و لحي و دعی شعری
 صحت ھو الا ھو بری اللہ منھما ھو آء علی دین ابائی
 اللہ لا یجمعنی اللہ وایاھم یوم القیامۃ الا ھو ساخط
 علیھم یعنی سیدہ جناب امام جعفر علیہ السلام سے عرض کیا کہ تحقیق کہ ایک
 قوم گواہ کرتی ہے کہ آپ خدا ہیں اور ادیسرستان کی یہ آیت
 تلاوت کرتے ہیں وھو الذی فی السماء الہ و فی الارض الہ
 یہ نہایت بڑا مانع ہے سیدہ میری سمع و بصر اور پوست مرا

اور خون مراد گوشت مرابال میرے اوس قوم سے نیز ار میں اللہ تبارک
ہے ان لوگوں سے نہیں ہیں یہ لوگ میرے دین پر اور نہ میرے آبا
کے دین پر قسم ہے اللہ کی نہیں جمع کرے گا اللہ بھگوان لوگوں کے
ساتھ روز قیامت مگر یہ کہ وہ غضناک ہوگا ان لوگوں پر۔ اس کے بعد
ہی پر سپرد۔ نے

حدیث نمبر ۲

عرض کیا وعندنا قوم ما یزعمون انکم رسل یقرؤن علینا بذلک
یا ایھا الرسل کلوم من طیبات واعملوا صالحا انکم بالاعمال
اعلم فقال یا سدید رمعی وبصری وفتعری وبتیری ونحوی
وامی من ھو الا عبری واللہ ورسولہ ما ھو الا علی
دینی ولا علی دین ابائی واللہ لا یجمعنی اللہ وایا ھتم یوم
القیامۃ الا ھو ساخط علیہم۔ سدید نے کہا عرض کی میں نے
نزدیک ہمارے ایک جماعت ہے کہ دعویٰ کرتی ہے کہ اب رسول ہیں
اور سورہ مومنوں کی قرآن سے اس مضمون کی آیت پڑھتے ہیں۔
یا ایھا الرسل کلوا لھم یس فرمایا امام نے اسے سدید گوش و چشم
دیوت و خون و مویہ سے اس قوم سے بری ہیں اور بات کی
اللہ نے اور اس کے رسول نے اس قوم سے اور یہ قوم نہیں سے
دین پر میرے اور نہ دین پر میرے ابا کے پس خدا قسم کہ جمع نہیں کیا
بھگوان اللہ ساتھ ان کے روز قیامت مگر اس حال پر کہ وہ غضناک ہوگا اپنی

حدیث نمبر ۲۱

کتاب شرح اصول کافی باب مذکور کے ص ۲۵۶ س ۲۵۷ میں مرقوم ہے
 سمعت ابا عبد اللہ علیہ السلام یقول الایمۃ علیہم السلام بمنزلۃ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ الا انہم لیسوا بنبیاء ولا یحل من النساء ما یحل
 للنبی فاما خلا ذلک فھم بمنزلۃ رسول اللہ ھو اللہ علیہ
 وآلہ یعنی راوی کہتا ہے سنا میں نے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے تھے
 اوصیائے رسول علیہم السلام مرتبہ رسول علیہ السلام میں ہیں جمع و ضایع
 رسول میں۔ مگر یہ کہ اوصیائے انہیں ہیں پیغمبر اور طال نہیں ہے اوکے عورتوں
 سے وہ جو کہہ کہ طال ہے واسطے پیغمبر کے اور اسی کتاب کے باب
 چہل و تم باب ان اللہ عز وجل لم یعلم بنبیہ علما الا امر
 ان یعلمہ امیر المؤمنین یعنی نہیں تعلیم دیا اللہ عز وجل نے
 اپنے نبی کو کوئی علم مگر یہ کہ حکم فرمایا اوں کو کہ تعلیم دیں جناب امیر المؤمنین کو۔

حدیث ۲۲

کتاب شرح اصول کافی ص ۲۴۸ س ۲۴۹ حدیث اول عن جملہ
 بن احمین عن عبد اللہ علیہ السلام قال ان جبریل
 علیہ السلام اتی رسول اللہ بوائتین فاکل احدہما
 وکسر الاخری بنصفین فاکل نصفاً واطعم علیاً علیہ
 نصفاً قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ یا اخی
 ہل تدبری ما ہاتان الرماثان قال لا قال اما الاوی
 فالینوۃ لیس لک فیہا نصیب واما الاخری

فالعلم وانت شریکی فیہ الخ یعنی حمران بن اعین نے جناب
 امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ فرمایا اوس جناب نے کہ
 بدستیکہ جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دانا
 بہشت کے دے پس اون دو انار سے ایلانا آنحضرت نے نوش فرمایا اور دوسرے
 کے دو نصف کر کے نصف آنحضرت نے نوش فرمایا اور نصف علی کو کھلایا
 بعد ازان فرمایا رسول اللہ نے انار اول نبشان نبوت ہو حسین ہر تمہارے
 لئے اوس میں کوئی حصہ نہ اور انار دیگر پس نشان علم ہے کہ تم شریک اوس میں
 میرے ہو حدیث ۲۳ شرح اصول کافی فارسی مطبوعہ نولکشویا بم
 اصل الفرق میں سیل والبی والشمس ۲۹ ص ۱۷۱ و ۲۰۲ میں جواب میں سائل کے
 جناب ارا۔ محمد باقر علیہ السلام نے رسول و نبی و تشرلت امام کو ارشاد فرماتے ہیں
 قال السبلی اوس سی یومی فی السنامہ و یسمع الصوت ولا یعیان الملک
 یعنی نبی دوست ہے کہ جو خواب میں دیکھتا ہے ملک کو اور آواز اوس کی سنتا ہے
 اور بیداری میں فرشتہ کو نہیں دیکھتا ہے والہو ال الذی یسمع الصوت
 و یرواہ المتأخر و دانت الملک اور رسول و ہے جو خواب و
 بیداری میں دیکھتا ہے فرشتہ کو اور آواز اوس کی سنتا ہے۔ قلت
 الامام ما منت لہ قال یسمع الصوت ولا یعیان الملک
 الملک راوی نے کہا کہ تشرلت امام کی کیا ہے کہ جو نہ نبی ہو اور نہ رسول
 ہو۔ فرمایا کہ امام تو خواب میں فرشتہ کی دیکھتا ہے اور نہ بیداری میں مراد
 ہے کہ بصورت فرشتہ نہیں دیکھتا ہے۔ آواز فرشتہ کی سنتا ہے
 بیداری میں اسی۔ حدیث ۲۳ کتاب اور اسی باب

اور حصہ ۳ میں یہ عبارت لکھی ہوئی ہے کتب الحسن بن العباس
 المعروفی الی الرضا علیہ السلام جعلت ند اک اخبرنی ما الفرق بین الرسول
 والنبی والامام قال الفرق بین الرسول والنبی والامام ان الرسول الذی
 نزل علیہ جبرئیل فیہ وسمع کلامہ تنزل علیہ الوحی ویرتاری فی منابر
 نحو ویا ابراہیم یسئ کہما حسن بن علی معرونی نے امام رضا علیہ السلام کو
 کہ قربان ہوں میں آپ پر خبر دیجئے جو کذا کیا ہے فرق درمیان رسول اور نبی
 والامام کے راوی نے کہا کہ میں لکھا امام نے کہ فرق درمیان نبی و رسول نبی
 والامام کے یہ ہے کہ رسول وہ شخص ہے کہ نازل ہوتے ہیں اون پر جبرئیل
 میں کہتے ہیں وہ جبرئیل کو اون کی صورت پر اور سنتے رسول سخن کہ
 اس کے یعنی جبرئیل کے اور نازل کرتا ہے جبرئیل کو اور نبی یعنی رسول
 وحی کو اور بسا اوقات دیکھتا ہے جبرئیل کو رسول اپنے خواب میں مانند
 خواب دیکھنے ابراہیم علیہ السلام کے زمان رسالت میں اپنے۔ والنبی
 رہتا سمع الکلام دربار الی الشغل وسمع یعنی نبی بسا اوقات
 سنتا ہے سخن کو فرشتہ کے کہاتف نے سخن کیا اور بسا دیکھا نبی نے یا ہی کو
 فرشتہ کی اور زمین سنا اور کہ اس کی راویہ ہے کہ جو فرشتہ اس نبی
 پر بھیجا گیا ہے بصورت فرشتہ بیداری میں نبی تھیں دیکھتا ہے بسا
 بسا خواب میں اس کو وحی پہنچتی ہے یا بیداری میں شخص کو دیکھتا ہے
 اور آواز اس کی سنتا ہے امام الذی یسمع الکلام (ابوہریرہ) الشیخ
 اور امام وہ ہے کہ جو سنتا ہے بیداری میں سخن و فرشتہ کو شب قدر میں
 شہد بھیجا گیا۔ اور فرشتہ واسطیہ اولیٰ وکلا کے نہ واسطیہ تعلیم کے اور امام نہیں دیکھتا ہی

سیاہی کو اوس فرشتہ کی اور مانند اوس فرشتہ کے آگاہ کرنے معنی اشخاص سیاہی
آج کی اور مانند اوس شخص کے جو دیکھی جاتی ہے بقویہ صورت اوس کی
معلوم نہیں ہوتی ہے حدیث ۲۵

بلکہ خاص سبب اس لئے ہے کہ جناب امام رضا علیہ السلام
بعد ذکر بغیر اولو العزم فرماتے ہیں کہ لا ینفخ النبیۃ محمد الی یوم القیامت
والانی بعدہ الی یوم القیامت فمن اوعی العبد البتۃ اوعی بعد القرآن
الکتاب فلا یدل علی کل شیء ذلک منہ یعنی شریعت
محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم قیامت تک نسخ ہوگی اور کوئی نبی بعد حضرت
کے قیامت تک ہوگا جس شخص کو بعد آنحضرت دعویٰ نبوت کا کرے
یا بعد قرآن کے کتاب نکاد دعویٰ کرے تا آخر حدیث۔

حدیث ۲۶

جلد سابع بجا باب الارواح اتمی فہم وانہم سورہ بان روح القدس
۱۹۵ عن ابی جعفر اشانی علیہ السلام قال قال ابو جعفر ابی تراب الارضا
محمد ثون بعد شہم روح القدس ولا یرونہ کیلئے فرمایا جناب امام محمد باقر
نے فرمایا جناب امام محمد باقر علیہما السلام نے فرمایا کہ یہ سیدنا ابیہا محمد
میں روح القدس او ان سے کلام کرتا ہے اور او صیاح روح القدس کو
فہم دیکھتے ہیں

حدیث ۲۷

جلد تاسع بحامص ۳۵ سنایین بید عبارت کہی ہوئی ہے بعد
فرمودن انتقال نورباملاب طاہرہ فرمودہ حضرت رسول ازجاہر

از عبد اللہ (علیہ السلام) نقل شدہ خدا قسم فرمود: بمن نبوت را و از ابو طالب
 علی قول شدہ ختم شد با او وصایت۔

حدیث ۲۸

جلد نہم بحار نہد سہ تا باب ان فیہ فضائل الانبیاء راجع اتصال۔
 و صفات انبیاء علیہم السلام در آن حضرت است و تاملت۔ در ہر
 فضائل انبیاء محمد بن ابی بکر از اصولہ اہل اسلام و امتیہ نبوت کہ
 از انبیاء انوار آئینہ نور داشت۔ یعنی فرمایا حضرت رسولؐ نے جابر سے
 کہ عبد اللہ سے میں یہ امور خدا نے ختم فرمایا مجھے نبوت کو اور ابو طالب
 سے علیؑ پیدا ہوئے اور ختم ہوئے ان کے لیے ساتھ علیؑ کے و کما
 نہم بجا میں عباسی علیہ الرحمہ سب مذکور و صفوہ مزبورہ میں جو فرمایا
 ترجمہ اوس کا یہ ہے کہ تمام ان صفات جبرج انبیاء علیہم السلام
 حضرت ائیم علیہم السلام میں پائی اور یہاں ابیہ تمام فضائل میں ساتھ
 یہ الانبیاء حضرت محمد بن عبد اللہ صلوٰۃ اللہ علیہ و آلہ و سلم شریک ہیں
 سوائے مرتبہ نبوت کہ اس کے کبریت مخصوص و تخیلات کے بیہ ہوتے۔

حدیث ۲۹

جلد سابع بحار باب اور نبی ان لا بدال ہم ائمہ علیہم السلام۔
 حدیث ۲۶۸ روایت عن النعمان بن الحنفیہ قال سئل قال
 قلت لابی الحسین السلام ان الناس یسعون الی انبیاء الاصل
 ابداً فمن هو الاول قال صدقوا الابدال الاوصیہ
 جعلہم اللہ عن وجہ فی الارض بدار الانبیاء اذ فرغ
 الانبیاء و ختمہم بہ علیہم السلام و آلہ فی خاند

احشیم فاروقی سے روایت ہے کہ کہا اوس نے جناب امام رضا علیہ السلام سے بدستیکہ لوگ گمراہ کرتے ہیں جو تحقیق کو زمین پر ابدال کہیں۔ پس وہ کون لوگ ہیں ابدال حضرت نے فرمایا کہ راست کہا انھوں نے ابدال اوصیا ہیں اللہ عزوجل نے گردانا ہے اوصیا کو زمین پر بدل یا نبیا اس لئے کہ انبیاء کو اٹھایا اوسنے اور ختم کیا انبیاء کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ ایسے ہر علیہ السلام انبیاء نہیں بلکہ بلکہ بدل انبیاء ہیں۔ اگر ایسے ہر انبیاء ہوتے تو بدل ایک یا کیا معنی اور نیز اذ رفع الانبیاء و ختمتم بہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ سے کاشمیں فی نصف النہار روشن ہو گیا کہ خداوند عالم نے انبیاء کو اٹھایا۔ اور نبوت کو تمام انبیاء کی۔ عام ازینکہ وہ انبیاء آنحضرت کی ذریت طاہرہ کہ ہوں انبیاء غیر ذریت طاہرہ کی بوجہ ختمی مرتبت حضرت محمد قیامت کے لئے ختم۔ فرما کر اوصیا سے آنحضرت کو بدل انبیاء قرار دیا انھموا و احفظوا۔

حدیث ۳۰

سابع بجا رباب نفی الغلو ص ۲۳۲ س ۱ الطیاسی عن فضل بن عثمان قال سمعت ابا عبد اللہ يقول اتقوا اللہ واعظموا اللہ وعظموا رسول اللہ ولا تغفلوا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ احدا فان من غفل فضا ولا تغلو ولا تفرقوا ولا تقولوا لا نقول یعنی طیاسی نے فضل بن عثمان سے روایت کی ہے کہ قال کہا اوسنے سنائیں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ وہ جناب فرماتے تھے کہ ڈرو تم اللہ سے اور عظیم جانو اللہ کو اور عظیم جانو رسول اللہ کو اور نہ فضیلت دو رسول اللہ پر کسی کو۔ تحقیق کہ فضیلت دی ہے اللہ نے اُن کو اور نہ غلو کرو تم اور نہ تفرقہ ڈالو تم

اور نہ کہو تم اس چیز کو جسکو ہم نہیں کہتے ہیں ۔

حدیث ۳۱

جلد سابع بخاری سن ۳۱ باب جوامع تاویل مانزل فہم و نوادر حا قولہ
عز وجل جعل الشمس ضیاء و القمر نورا ان المراد هنا بالفتوٰہ نور محمد بان
اللہ تعالیٰ مثل فی جمیع القرآن الرسول بالشمس و نسب الیہا الضیاء
و الوصی بالقمر و نسب الیہ النورنا لفتوٰہ للرسالت و النور للامامتہ
ان الضیاء یطلق علی الضوء النیر بالذات و النور علی نور البضیاء الغیر
لذا ینسب النور الی القمر لانه لیس تقید النور من شمس و لما کان
نور الادیاء مقبسا من نور الرسول و علمہم من علمہ عبر عن علمہم و لما ہم
بالنور و عن علم الرسول بالضیاء یعنی علامۃ مجلسی اپنی کتاب مذکور میں
ایتہ مذکورہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ تحقیق کربان مراد ضو ہے نور محمد
ہے بدستیکہ اللہ تعالیٰ نے تمام قرآن میں حضرت رسول کو شمس
مثال دی ہے اور نسبت دی ہے طرف شمس کے ضیاء کو اور وصی کو
مثال دی ہے ساتھ قمر کے اور منسوب فرمایا ہے نور کو طرف قمر کے
یہ صفود واسطے رسالت کے ہے اور نور واسطے امامت کے بدستیکہ
ضیاء اطلاق کی جاتی ہے ضور نیز کلام بالذات پر اور اطلاق نور کا اور
نور مضی بالغیر کے ہوتا ہے اسی واسطے نسبت دیا گیا نور قمر کی طرف
اس لئے کہ نور مستفید ہوتا ہے شمس سے ۔ اور نور ادیاء مقبوس ہے
نور رسول سے اور علم ادیاء علم رسول سے تعبیر کیا گیا ہے علم اور
کمال ادیاء کا ساتھ نور کے اور علم رسول ساتھ ضیاء کے تعبیر کیا گیا ہے
حدیث نمبر ۳۲

جلد سابع بحار باب انہم محدثون والفرق بینہم و بین الانبیاء
ص ۲۶۴ سے عبد الرحمن سلیم بن قیس الشافعی اثنے سماع علیا علیہ السلام
یقول فی و اوصیائی من ولدی مہدیون کلما محدثون یعنی عبد اللہ نے
روایت کی ہے سلیم بن قیس شافعی سے کہ کہا اوسنے تحقیق کہ سند میں
علی علیہ السلام کو کہتے تھے بدستیکہ میں اور اوصیا میرے میری اولاد سے
ہدیٰ میں ہیں تمام محدث ہیں الخ۔

حدیث ۳۳

اسی کتاب اور اسی باب و صفحہ ۲۳ میں لکھا ہے کہ زرارہ نے
جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے فرمایا اوس جناب نے
کان رسول اللہ رسولاً و نبیاً یا بیتہ جبریل قبل ان یمنعہم
بصورت خود یکلمہ ویرا و یا بیتہ فی النوم فاما المحدث فهو
الذی یسمع و لا یعلم و لا یوقی فی المنام یعنی حضرت رسول حق
نبی تھے۔ جبریل بصورت خود حضرت کے خدمت میں آتے تھے حضرت
سے باتیں کرتے تھے اور آنحضرت اول کو دیکھتے تھے اور خواب میں
بھی خبر لیتے آتے تھے پس لیکن محدث وہ ہے جس سے اور نہیں کہتا
جبریل کو اور وہ خواب میں ہی نہیں آتے ہیں نیز اسی صفحہ کے ۱۸
میں ہے کان علی محدث یعنی حضرت علی محدث تھے۔

نیز اسی صفحہ کے ۱۸ میں ہے کان علی محدث یعنی حضرت
علی محدث تھے اور نیز اسی صفحہ کے ۱۹ میں و فاطمة كانت
محدثاً و لو تکت بنیۃ یعنی حضرت صدیقہ طاہرہ علیہا السلام

محدث تھے اور بنی نہ تھے۔ اور اسی صفحہ مذکورہ کی سطر آخر میں محمد
عباس اور اوسنے حضرت علی ابن الحسین سے روایت کی ہے
کہ فرمایا اوس جناب نے وکل امام منّا اہل البیت
محمد بن شیعہ ہر امام اہل بیت کے محدث ہے

علاوہ ان احادیث کے بہت سی حدیثیں کتب معتبرہ عقاید وغیرہ
میں مرقوم ہیں کہ جناب ایماہ اطہا علیہم السلام نبی و رسول نہیں ہیں بخوف
اطالت فقط تیسریں حدیثیں لکھی گئیں وہ پہلی اس خیال سے کہ
چند آیات و احادیث تبرکاً و تمناً فضائل ایماہ ہدی میں جو حقیر نے
کتاب ہدایہ میں لکھی ہیں اذکی معانی ظاہرہ سے کہیں کسی کو یہ شبہہ
اور خیال نہ پیدا ہو کہ جناب ایماہ طاہرین انبیاء و رسول ہیں اگرچہ بموجب
بیان معانی و اقصیٰ شبہات ذہنیہ اور وہ خیالات ناسخہ رفع ہو چکے
ہیں مزید برآں یہ تیسریں حدیثیں بھی لکھ دی گئیں کہ تا اطفال ہونین
اور مبتدیان کے اذہان پریشان نہ ہوں اور بلاتامل و تشکیک
اچھی طرح سمجھ میں آجائے کہ ہمارے ایماہ طاہرین نبی و رسول نہیں ہیں
اور ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت
و رسالت ختم ہو چکی ہے۔ قیامت تک کوئی پیغمبر نہ آنحضرت کی اذیت
ظاہرہ سے ہو گا نہ غیر ذریت ظاہرہ سے۔ اور یہی اعتقاد کل اہل
اسلام کا ہے اور یہی اعتقاد حکمران ہونا چاہئے۔ اور اسی اعتقاد پر
ہمارا خلافتہ بخیر ہو۔ امین۔ دشتی۔ امین۔

باب پنجم معادین

اس میں کئی تفصیلیں ہیں۔ فصل اول جاننا چاہئے کہ معاد لغت میں معنی بازگشت ہے اور یہاں مراد بازگشت روح سے ہے طرف بدن کے بعد مفارقت روح کے پس واجب ہے کہ اعتقاد رکھیں اس کا کہ خدا تعالیٰ تمام مرگوان مکلفین کو بروز قیامت زندہ فرمائے گا۔ واسطے دینے جزا سے عمل کئے اور ان کو جو دار دنیا میں کئے ہیں اور عقل بھی وجوب معاد پر دلالت کرتی ہے۔

یہ آثار و وقوع کے وعدہ و وعید یعنی ثواب و عقاب اور وہ موقوف ہے بازگشت روح پر طرف بدن کے اگر ایسا نہ ہوگا تو امر ببطاعت و نہی از محرمات عبث ہوگی اور صدور عبث خداوند عالم سے محال ہے۔

اعادۂ ارواح کے متعلق دیگر کتب معتبرہ میں طولانی بحث مرقوم ہے اس مختصر میں اس کی گنجائش نہیں۔ جاننا چاہئے کہ حساب وحش و عام واسطے کل حیوانات ناطق و صامت کے ہے اس پر آیت قرآنیہ ناطق ہے اور قول پیغمبر خدا بھی شاہد ہے کہ فرمایا

محدث تھے اور نبی نہ تھے۔ اور اسی صفحہ مذکورہ کی سطر آخر میں محمد
عباس اور اوسنے حضرت علی ابن الحسین سے روایت کی ہے
کہ فرمایا اوس جناب نے و کمال امام مثلاً اہل البیت
محمدؐ ثانیؑ سے ہر امام اہل بیتؑ محدث ہے

علاوہ ان احادیث کے بہت سی حدیثیں کتب معتبرہ عقاید وغیرہ
میں مرقوم ہیں کہ جناب ائمہ اطہار علیہم السلام نبی و رسول نہیں ہیں نہ چون
اطالت فقط تیسریں حدیثیں لکھی گئیں وہ بھی اس خیال سے کہ
یہ حدیثیات و احادیث تبرکاً و تمناً فضائل ائمہ ہدیٰ میں جو حقیر نے
کتاب ہذا میں لکھی ہیں ان کی معافی ظاہر ہے کہ کہیں کسی کو یہ شبہہ
اور خیال نہ پیدا ہو کہ جناب ائمہ طاہرین انبیاء و رسول ہیں اگرچہ بموجب
بیان معانی و اقیقہ و شبہات ذہنیہ اور وہ خیالات ناسخہ رفع ہو چکے
ہیں مزید برآں یہ تیسریں حدیثیں بھی کلمہ ہی گئیں کہ تا اطفال مومنین
اور مبتدیان کے اذان پریشان نہ ہوں اور بلا تاویل و تشکیک
ابھی طرح سمجھ میں آجائے کہ ہمارے ائمہ طاہرین نبی و رسول نہیں ہیں
اور ہمارے پیغمبر حضرت محمدؐ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت
و رسالت ختم ہو چکا ہے۔ قیامت تک کوئی پیغمبر نہ آنحضرت کی اذیت
ظاہرہ سے ہو گا نہ خیر ذریت ظاہرہ سے۔ اور یہی اعتقاد کل اہل
اسلام کا ہے اور یہی اعتقاد ہر گور لہنا جائے۔ اور اسی اعتقاد پر
ہمارا خلافتہ بخیر ہو۔ امین۔ دُعا آمین۔

باب پنجم معادین

اس میں کئی تفصیلیں ہیں۔ فصل اول جاننا چاہئے کہ معاد لغت میں معنی بازگشت ہے اور یہاں مراد بازگشت روح سے ہے طرف بدن کے بعد مفارقت روح کے پس واجب ہے کہ اعتقاد رکھیں اس کا کہ خدا میتعالیٰ تمام مردگان مکلفین کو بروزی قیامت زندہ فرمائے گا۔ واسطے دینے جزا سے عمل تھے اور ان کو جو دار دنیا میں کئے ہیں اور عقل بھی وجوب معاد پر دلالت کرتی ہے۔

یہ آثار و وقوع کے وعدہ و وعید یعنی ثواب و عقاب اور وہ موقوف ہے بازگشت روح پر طرف بدن کے اگر ایسا نہ ہوگا تو امر ببطاعت و نہی از محرمات عبث ہوگی اور صدور عبث خداوند عالم سے محال ہے۔

اعادہ ارواح کے متعلق دیگر کتب معتبرہ میں طولانی بحث مرقوم ہے اس مختصر میں اس کی گنجائش نہیں۔ جاننا چاہئے کہ حساب وحش و عام واسطے کل حیوانات ناطق و صامت کے ہے اس پر آیت قرآنیہ ناطق ہے اور قول پیغمبر خدا بھی شاہد ہے کہ فرمایا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قصاص لیگا حیوان بے شلخ
 حیوان شاخدار سے۔ بلکہ محشور ہوں گے بعض جمادات مانند اون
 پتھروں کے جو عبادت کئے گئے بغیر از خدا اسی طرح محشور ہونگے
 بعض اشجار وغیرہ اور قصاص کیا جائے گا اون سے اور دلیل قصاص
 جمادات پر۔ قول خدا یتعالیٰ ہے اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ
 دُوْنِ اللّٰهِ حَصْبٌ جَہَنَّمِ اَنْتُمْ لَهَا وَاَرْضُ فَاِنَّہُ یُعَذِّبُ
 بَدْرَسْتِکُمْ تَمَّ اور جو کچھ پرستش کرتے ہیں اون کی بغیر از خدا کے
 سنگ و پیمہا بے جہتہ ہو تم البتہ تم جہنم میں وارد ہو نیو اے
 ہو۔ فصل جملہ اون چیزوں سے کہ اعتقاد اون کا واجب ہے گویا ہونا
 اعضا و جوارح کا ہے تا گواہی دیں اون اعمال پر کہ جو مکلفین نے
 کئے ہیں جیسا کہ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے یَوْمَ نَخْتِمُ عَلَیْکُمْ الصَّیْغَمَ
 وَ اَیْدِیْہُمْ وَ اَنْجُلُہُمْ بِمَا کَانُ یَعْمَلُوْنَ ؕ یعنی وہ روز ہے کہ
 گواہی دیں گے اوپر اون کے اون کی زبانیں اون کے ہاتھ اون کے
 پاؤں اون افعال پر کہ جو کرتے تھے۔ اخبار کثیرہ میں وارد ہے کہ بقیہ
 زمین گواہی دیں گے اوس غسل کی کہ جو اون پر مکلفین نے کیا ہے اور
 محشور ہوں گے دن اور راتیں اور ساعات اور ماہ و سال پس
 یہ سب گواہی دیں گے مکلفین کے عمل پر جو ان میں کئے ہیں۔

فصل۔ اور واجب ہے اعتقاد کہنا میزان اعمال کا۔ کیفیت میں اُسکی خلاف ہے۔ بعض روایت میں ہے کہ میزان ذو کفّین ہے یعنی صاحب دوپلہ اور بعض روایت میں ہے کہ مراد میزان اعمال سے ولایت ائمہ دین علیہم السلام ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ میزان کنایہ ہے عدل حق تعالیٰ سے۔ فصل۔ جملہ اون چھ دن سے کہ جن پر اعتقاد لازم واجب ہے صراط ہے اور وہ پل ہے کہ نپ ہو جاہنتم پر۔ اول اوس کا محشے متصل ہے اور صاعد ہے طرف جنت کے اور یہ حسیہ تیز تر ہے دم شمشیر سے اور باریک تر ہے بال۔ لیکن وسیع ہوتا ہے واسطے مطیع کے مثل وسعت مابین انشیا و الارض۔ اور تنگ ہوتا ہے واسطے عاصی بہ نہایت تنگی اور گزرنا عنق کا او سپر موافق اون کے اعمال کے ہے۔ بعضے مثل برق خاطف کے او سپر گزریں گے اور بعضے مثل دوڑانے گھوڑے کے اور بعضے مثل پیادہ چلنے کے اور بعضے ہاتھ اور پاؤں سے۔ فصل۔ واجب ہے اعتقاد کہنا رجعت محمد و آل محمد علیہم السلام کا دنیا میں اور نیز واجب ہے اعتقاد حوض کوثر کا جس کے ساتی جناب امیر المومنین علیہ السلام ہوں گے اور واجب ہے اعتقاد شفاعت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واسطے اہل کبیر کے جو آنحضرت کی امت سے ہیں۔

